غدیر اور اسلامی وحدت

تالیف: علی اصغر رضوانی

ترجمہ: اقبال حیدر حیدری

مقدمہ

عصر حاضر میں بعض لوگ غدیر اور حضرت علی علیہ السلام کی امامت کی گفتگو (چونکہ اس کو بہت زمانہ گزر چکا ہے) کو بے فائدہ بلکہ نقصان دہ سمجھتے ہیں، کیونکہ یہ گفتگو ایک ایسے تاریخی واقعہ سے متعلق ہے جس کو برسوں گزر چکے ہیں لہٰذا یہ گفتگو کرنا کہ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کا جانشین کون تھا اور کون ہے؟ حضرت علی بن ابی طالب علیہم السلام یا ابوبکر؟ آج اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے، بلکہ بعض اوقات اس سلسلہ میں گفتگو کے نتائج میں فتنہ و فساد برپا ہو، اس کے علاوہ کوئی فائدہ نہیں ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہا جائے: اس زمانہ میں خصوصاً اسلامی فرقوں کے درمیان وحدت کی اشد ضرورت ہے، تو پھر اس طرح کی اختلافی گفتگو کیوں کی جاتی ہے؟

ہم خداوندعالم کے لطف و کرم سے عصر حاضر میں ''امامت'' کی گفتگو کے آثار و فوائد کو چند مطالب کے تحت بیان کرنا چاہتے ہیں:

۱۔ وحدت کی حقیقت

چونکہ اعتراض کرنے والے ان "وحدت" پر بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں، لہٰذا پہلے اس ان کی حقیقت کو واضح کرنا ضروری ہے۔

عام طور پر ہمارے یہاں مہم عنوان اور دو اصطلاحیں پائی جاتی ہیں کہ دونوں پر غور و فکر کرنا ضروری ہے اور ان کو ایک دوسرے پر قربان نہیں کرنا چاہئے؛ ان میں سے ایک "وحدت، اور امت اسلامیہ کے اتحاد" کو محفوظ رکھنا، اور دوسرے "اصل اسلام" کو محفوظ رکھنا ہے۔

اس حقیقت میں کوئی شک نہیں کہ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ "دین حنیف" (یعنی حقیقی دین) کو حفظ کرے، اور اس کو پھیلانے کی کوشش کرے، لہٰذا یہ سبھی کی اہم ذمہ داری ہے۔

اسی طرح چونکہ مسلمانوں کے بہت سے مشترک دشمن ہیں جو اسلام اور مسلمانوں کو نیست و نابود کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا ہم سب کو متحد ہوکر اسلام کے ارکان اور مسلمانوں کی حفاظت کے لئے کوشش کرنا چاہئے، لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ دوسری ذمہ داریوں کو پس پشت ڈال دیا جائے، اور اسلام کے مسلّم حقائق کو بیان نہ کیا جائے۔ لہٰذا ہرگز ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ وحدت اور اتحاد کے مسئلہ کو اصلی و ہدف قرار دیکر شریعت کے حقائق کو فرعی اور ان پر قربان کردیا جائے؛ بلکہ اس کے برخلاف اگر اسلام نے مسلمانوں کے درمیان وحدت کی سفارش کی ہے تو اس کی وجہ بھی دین اسلام کی حفاظت بیان کی ہے، اب یہ کیسے ممکن ہے کہ "وحدت" کا مسئلہ کسی کی نظر میں اتنا اہم دکھائی دے کہ بعض دینی مسلمات اور مذہب کے ارکان کو ترک کردے، یا بیجا اور فضول تاویلات پر اتر آئے۔

اس حقیقت پر پیغمبر اکرم(صلی الہ علیہ و آلہ و سلم)کی بیرلظ ۔ یارئ ۔ترین واہ ھیں، آنحضرت اگرچہ جانتے

تے کہ بنی امیہ حضرت علی علیہ السلام اور بنی اشم کے مخاف ھیں، اوُربعض افراد ھر گز حضرت علی علیہ السلام کی ولایت

اور حکمرانی کے تت نھیں جائیں گے، اور آپ کی امامت کوَ بھی کبھی قبول نھیں کریں گے، لیکن اس کی وجہ سے

ایسا نہ ھوا کہ آنحضرت(صلی الہ علیہ و آلہ و سلم)نے و حقیقت کو بیان کرنے سے گریز کیا ھویا اور جھاں بھی موقع

ملا ھو حضرت علی علیہ السلام کی ولایت و امامت کو بیان نہ کیا ھو؛ بلکہ اپنی بعثت کے ۲۳ سال میں جیسے بھی ممکن ھوا

حضرت علی علیہ السلام کی ولایت و امامت کو اصحاب کے سامنے بیان کیا، جبکہ آنحضرت(صلی الہ علیہ و آلہ و سلم)کی ۔بات

پرُ یقین رکھتے تے کہ یہ لوگ میری وفات کے بعد اس مسئلہ پر اختلاف کریں گے؛ بلکہ یہ اختلاف حضرت امام زمانہ عجل

الہ تعالی فرجہ الشریف کے ظھور تک ۔باقی اور جاری رھے گا۔

آنحضرت(صلی الہ علیہ و آلہ و سلم)نے ان تمام چیزوں کے باوجود بھی کو بیان کیا، پیغمبر اسلام(صلی الہ علیہ و

آلہ و سلم)حالانکہ جانتے تے کہ حضرت علی علیہ السلام کی امامت کے مسئلہ پر قیامت تک اختلاف رھے گا پھر بھی

آنحضرت(صلی الہ علیہ و آلہ و سلم)نے اس طرح حضرت علی علیہ السلام کی امامت پر تاکید فرمائی یھاں تک کہ روز غدیر

شک و شبہ کو دور کرنے کے لئے حضرت علی علیہ السلام کے اتھوں کو اٹھاکر حضرت علی علیہ السلام کو اپنا جانشین قرار دیا

اور آپ کی ولایت پر تاکید فرمائی تاکہ سب دیکھ لیں کہ پیغمبر کو آپکی ولایت پر کتنا اصرار ھے۔

قارئین کرام! یھاں تک کی باتوں سے یہ بات ۔بالکل واضح ھوجاتی ھے کہ و حقیقت کو بیان کرنا اصل ھے اور کبھی

وقت اس کو نظر انداز نھیں کرنا چاہئے؛ یھاں تک کہ اگر ھمیں علوم ھو کہ اس کو بیان کرنے سے مسلمانوں کی صفوں میں

اختلاف ھوجائے گا اور مسلمانوں کے درمیان دو گروپ ھوجائیں گے، لیکن اس کے یہ عنی نھیں ھیں کہ مسلمان ایک

دوسرے کے دشمن ھوجائیں اور ایک دوسرے کو نیست و نابود کرنے کی فکر میں لگ جائیں؛ بلکہ اپنا مدعا بیان کرنے کے

ساتھ ساتھ ایک دوسرے کی باتوں کو بھی برداشت کرنے کا حوصلہ رکھیں، اور بہترین گفتار کی پیروی کرنے کی دعوت دیں، لیکن اس حال میں بھی مشترک دشمن سے بھی غافل نہ ہوں۔حضرت امام حسین علیہ السلام کا قیام بھی ہمارے لئے بہترین راہ ہے، کیونکہ امام حسین علیہ السلام حالانکہ جانتے تھے کہ میرے قیام سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں اختلاف ہوگا، لیکن اس صورت میں بھی مسلمانوں کے اتحاد کی وجہ سے امر بالمعروف و نھی عن المنکر جیسے اہم اصل سے غافل نہیں ہوئے۔

حضرت امام علی علیہ السلام کی سیرت بھی اسی مطلب کی طرف اشارہ کرتی ہے، کیونکہ بعض لوگوں کے نظریہ کے مطابق حضرت علی علیہ السلام طلحہ و زبیر اور معاویہ کو بے جا عہدہ دے کر جنگ جمل و جنگ صفین کو روک سکتے تھے، اور اس کے ذریعہ مسلمانوں کے درمیان ہونے والے اختلاف کی روک تھام کرسکتے تھے جس کے نتیجہ میں ہزاروں لوگوں کو قتل ہونے سے بچاسکتے تھے،

لیکن حضرت علی علیہ السلام نے اصول اسلام، حق و حقیقت اور شریعت اسلامی کی حفاظت کے لئے ان حقائق سے چشم پوشی نہیں کی۔لہٰذا ''وحدت'' کی حقیقت۔(یا دوسرے لفظوں میں ''اتحاد'') کے معنی یہ ہیں کہ اپنے مسلّم عقائد کو محفوظ رکھتے ہوئے مشترک دشمن کے مقابلہ میں ہم آواز رہیں، اور دشمن سے غفلت نہ برتیں، اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ خالص علمی گفتگو اور تعصب سے خالی بحث سے بھی پرہیز کریں، کیونکہ یہ تمام چیزیں درحقیقت ''شریعت اسلام'' کی حفاظت کے لئے ہیں۔

اسی وجہ سے جب جنگ صفین میں عین جنگ کے عالم میں حضرت علی علیہ السلام سے نماز کے وقت کے بارے میں سوال کیا اور اس سوال کے بعد کہ اس کارزار کے وقت کیا یہ نماز کا وقت ہے؟ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا ہم نماز کے علاوہ کسی دوسری چیز کے لئے جنگ کر رہے ہیں؟ لہٰذا کبھی بھی ہدف کو وسیلہ اور ذریعہ پر قربان نہ کیا جائے۔

شیخ محمد عاشور، الازھر یونیورسٹی مصر کے وائس چانسلر کے سکریٹری اور ''مذاھب اسلامی کے درمیان گفتگو'' کمیٹی کے رکن ایک بہترین اور منطقی گفتگو میں کہتے ھیں: ''اسلامی مذاھب کے درمیان گفتگو کے نظریہ کا قصد یہ نھیں ھے کہ تمام مذاھب کو ایک کردیا جائے یا کسی ایک فرقہ سے دوسرے فرقہ کی طرف رغبت دلائی جائے، کیونکہ اگر یہ معنی کئے جائیں تو پھر قربت کا نظریہ بے فائدہ ھوجائے گا۔ قربت کا نظریہ علمی پذیرش اور گفتگو کی بنیاد پر ھونا چاہئے تاکہ اس علمی اسلحہ کے ذریعہ خرافات سے جنگ کی جاے، اور ھر مذھب و فرقہ کے علماء اور دانشور اپنی علمی گفتگو میں اپنے علم کو دوسروں کے سامنے پیش کریں، تاکہ انسان چین و سکون کے ماحول میں حقیقت سے آگاہ ھوجائے اور آسانی سے کسی نتیجہ پر پہنچ سکے۔[1]

ھر مذھب کے ماننے والوں کی مشترک چیزوں پر نگاہ کے ذریعہ عالمی معاشرہ میں زندگی کرنے والے فرقوں میں تعاون اور ھمدردی کا باعث قرار پائے گی، اور اختلافی چیزوں پر ایک علمی اور تحقیقاتی موقع پر نظر کرنے سے صحیح و حقیقت تک پہنچنے کے لئے گفتگو و تحقیق کا راستہ ھموار ھوجاتا ھے۔ چنانچہ ''اھل بیت علیھم السلام کی ولایت سے تمسک'' کے نعرہ کے ساتھ ساتھ ''شھادتین'' کے اقرار کے آثار اور فقھی لوازمات کی نفی نھیں کی جاسکتی، اسی طرح ''وحدت اسلامی'' کے عنوان کے تحت یا ''تعصب کے خاتمہ'' کے نعرہ کے ذریعہ ایمانی اصول اور اس کے آثار و لوازمات سے چشم پوشی نھیں کی جاسکتی۔

تعصب کی نفی کے معنی حقائق سے پیچھے ہٹ جانا نھیں ھے، بلکہ علمی اور تحقیقاتی اصول پر اعتقادی بنیاد کو قائم کرنا ھے، (چاھے تحقیق کے سلسلہ میں ھو یا گفتگو اور نشست سے متعلق ھو) ، جس کے نتیجہ میں فکری نظام اور مختلف فرقوں کے درمیان ایک دوسرے سے تعلقات، الفت اور حسن خلق کی بنیاد پر قائم ھوں۔

۲۔ بر حق امام کے محور پر وحدت کا امکان

اسلام نے مسلمانوں کے درمیان وحدت و اتحاد پر بہت زور دیا ھے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ھوتا ھے:

۱ <وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللهِ عَلَيكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَينَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَته إِخْوَانًا >[2]

”اور اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ تم آپس میں دشمن تھے اور اس نے تمھارے دلوں میں الفت پیدا کردی تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے۔“

۲۔ <وَلاَتَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَائَهُمُ الْبَينَاتُ وَأُوْلَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ >[3]”اور خبردار ان لوگوں کی طرح نہ ھو جاو جنھوں نے تفرقہ پیدا کیا اور واضح نشانیوں کے آجانے کے بعد بھی اختلاف کیا کہ ان کے لئے عذاب عظیم ھے۔“ ۳۔ <إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ>[4]”بے شک مومنین آپس میں بھائی بھائی ھیں“

۴۔ <إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهِمْ وَكَانُوا شِيعًا لَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ >[5]”جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ پیدا کیا اور ٹکڑے ٹکڑے ھوگئے ان سے آپ کا کوئی تعلق نھیں ھے۔“

۵۔ < وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا وَلاَتَفَرَّقُوا >[6]”اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رھو اور آپس میں تفرقہ نہ پیدا کرو۔“

۶۔ <وَلاَتَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ >[7]”اور آپس میں اختلاف نہ کرو کہ کمزور پڑجاو اور تمھاری ھیبت جاتی رھے۔“

۷۔ <إِنَّ هَذِه أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ>[8]

”بے شک یہ تمھاری امت ایک پارچہ امت ھے اور میں تم سب کا پروردگار ھوں لہٰذا میری ھی عبادت کیا کرو۔“

قرآن میں اسلامی وحدت اور اتحاد کے مسئلہ پر اتنی تاکید کے باوجود اس نکتہ سے غافل نہیں ہونا چاہئے کہ وحدت کے لئے ایک ''محور'' ہونا چاہئے یا دوسرے الفاظ میں وحدت اوراتحاد تک پہنچنے کے لئے ایک راستہ ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا وحدت پر زور دینا بغیر اس کے کہ اس کے لئے کوئی محور اور راستہ معین ہو، لغو اور بے ہودہ ہے ۔

کبھی بھی ''قرآن صامت'' تن تنہا وحدت کا محور نہیں ہوسکتا، کیونکہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے فرمان کے مطابق قرآن میں بہت سی وجوہ موجود ہیں جن میں سے ہر ایک وجہ کو ایک معنی پر حمل کیا جاسکتا ہے؛ اس وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم آسمانی کتابوں کو ''امام'' سے تعبیر کرتا ہے، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

8۔<وَمِنْ قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً >[9]

''اور اس کے پہلے موسیٰ کی کتاب گواہی دے رہی ہے جو قوم کے لئے پیشوا اوررحمت تھی۔''

اسی طرح خداوندعالم صحف ابراہیم و موسیٰ کا ذکر کرتا ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

9۔<صُحُفِ إِبرَاهِيمَ وَ مُوسىٰ>[10]

''ابراہیم کے صحیفوں میں بھی اور موسیٰ کے صحیفوں میں بھی۔''

لیکن صرف اسی چیز پر اکتفاء نہیں کی بلکہ جناب ابراہیم علیہ السلام کو امام ناطق کے عنوان سے پہچنواتا ہے، اور ارشاد فرماتا ہے:

10<وَإِذْ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي قَالَ لاَيَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ >[11]

''اور اس وقت کو یاد کرو جب خدا نے چند کلمات کے ذریعہ ابراہیم کا امتحان لیا اور انھوں نے پورا کردیا اور اس نے کہا کہ ہم تم کو لوگوں کا امام اور قائد بنا رہے ہیں،انھوں نے عرض کی کہ میری ذریت؟ ارشاد ہوا کہ یہ عہدہ امامت ظالمین تک نہیں جائے گا۔''

قارئین کرام! یہاں تک کی گفتگو سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ''امام صامت'' جو آسمانی کتابیں ہیں کافی نہیں ہے بلکہ ''امام ناطق'' کی بھی ضرورت ہے جو اختلاف کی صورت میں حق و حقیقت کو بیان کرے، اور دوسرے الفاظ میں یوں کہا جائے کہ حق اور اسلامی وحدت کا محور قرار پائے۔

آیہ شریفہ اعتصام [12] سے بھی یہ نکتہ بالکل روشن ہے ، کیونکہ آیت مسلمانوں کو حکم دیتی ہے کہ خداوندعالم کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو، یعنی جو چیز تم کو یقینی طور پر خداوندعالم تک پہنچادے وہ امام برحق اور امام معصوم کے علاوہ کوئی نہیں ہے، اسلامی وحدت کے سلسلہ میں اہم قاعدہ یہ ہے کہ اس اتحاد و وحدت کا نتیجہ وہ حقیقت ہے جو ماہرین کی دقیق بحث و تحقیق کے بعد کشف و روشن ہو۔

< وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا وَلاَتَفَرَّقُوا > ترجمہ:''اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور آپس میں تفرقہ نہ پیدا کرو''

وحدت کا نتیجہ حقائق سے دست بردار ہونا نہیں ہے بلکہ وحدت، حقیقت کی راہ میں ہونا چاہئے، آیہ اعتصام اسلامی امت میں وحدت و اتحاد کا معیار اس اہم راز سے پردہ اٹھا دیتا ہے کہ امت اس وقت تک متحد نہیں ہوسکتی جب تک ''حبل اللہ'' (یعنی اللہ کی رسی) سے متمسک نہ ہوجائے، اور اللہ کی رسی سے تمسک امت کو تفرقہ، فتنہ و فساد اور بدبختی کی تاریک وادی سے نجات دیتا ہے۔

قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ وحدت کے محور کو ''حبل'' (یعنی رسی) سے تعبیر کیا گیا ہے،

جس سے روشن ہوجاتا ہے کہ رسی کے دو سِرے ہوتے ہیں جس کے ایک طرف امت اور دوسری طرف خداوندعالم ہے؛ جو زمین و آسمان اور بشر و غیب کے درمیان واسطہ ہے،لہٰذا اس اتحاد و وحدت کے دائرہ کا قطب، عالم غیب اور ملکوت اعلی سے متصل ہونا چاہئے تاکہ عالم شھود عالم غیب سے رابطہ برقرار کرے، یہاں سے یہ نتیجہ واضح ہوجاتا ہے کہ

وحدت و اتحاد کی کشتی، حق و حقیقت کے ساحل پر رکے، نہ کہ ہوا وھوس کے ساحل پر؛ ھماری نظر میں حق و حقیقت پر اتحاد ہونا چاہئے نہ کہ ھوا و ھوس پر اتفاق۔

اس بنا پر ''حقیقت'' اس واقعیت کو کہتے ھیں جو امت کے کسی اتفاق یا اختلاف سے کوئی تعلق نہ رکھتی ھو، بلکہ تو امت کی ذمہ داری ھے کہ حقیقت کو تلاش کرے اور سبھی اس سے تمسک کریں، یعنی اس حقیقت کو حاصل کرکے اس پر متحد ھوجائیں، لہٰذا ''حقیقت'' امت کے کسی اتفاق کا نتیجہ نھیں ھے کہ اگر کسی چیز پر متحد ھوجائے تو وھی حق ھوجائے، اور اگر کسی چیز سے منھ موڑ لے تو وہ باطل ھوجائے،

· طرح سے سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام نے بڑی شجاعت کے ساتھ اتحاد کو درھم و برھم کردیا اور یزید کے خلاف قیام کیا، اور فرمایا:

<إنّما خرجت لطلب الاصلاح فی اُمة جدّی اُرید اُن آمر بالمعروف واُنھی عن المنکر>[13]

"میں اپنے جد کی امت کی اصلاح کے لئے نکل رہا ھوں، میں امر بالمعروف اور نھی عن المنکر کرنا چاہتا ھوں۔"

اگر امت کا اتفاق ھی حق و حقیقت کا معیار ھو تو پھر اصلاح کی کوئی ضرورت نھیں ھے، اصلاح، امر بالمعروف اور نھی عن المنکر اس بات پر مضبوط دلیل ھے کہ حق و حقیقت لوگوں کے جمع ھونے سے حاصل نھیں کی جاسکتی، بلکہ خود لوگوں کو حق و حقیقت کے سامنے سر تسلیم خم کرنا چاہئے، اور خود کو اس سے مطابقت دینا چاہئے، آیہ شریفہ اعتصام کے ذیل میں بیان ھونے والی روایات کے مطالعہ سے بھی یہ نتیجہ حاصل ھوتا ھے کہ اللہ کی رسی وھی ائمہ معصومین علیھم السلام ھیں جو انسان کو یقینی طور پر خداوندعالم تک پھنچا دیتے ھیں۔

ابن حجر ھیثمی اس (آیہ اعتصام) کو ان آیات کی ردیف میں بیان کرتے ھیں جو اھل بیت علیھم السلام کی شان میں نازل ھوئی ھیں [14]اسی طرح حدیث ثقلین کو آیہ اعتصام کی تفسیر قرار دیا جاسکتا ھے، کیونکہ اس حدیث میں حضرت رسول

اکرم(صلی الہ علیہ و آلہ و سلم)نے مومنین کو حکم دیا ھے کہ ان دونوں گرانقدر وھروں سے تمسک کرو، جو قرآن و عترت ھیں، تاکہ حق و حقیقت تک پھنچ جائیں اور کبھی گمراہ نہ ھوں۔

ابو جعفر طبری آیہ اعتصام کی تفسیر میں کہتے ھیں:

''اعتصام'' کا قصد تمسک کرنا ھے، کیونکہ رسی کے ذریعہ انسان اپنے مقصد تک پھنچ سکتا ھے[15]

اس کے علاوہ حدیث ثقلین کی بعض اسناد میں لفظ ''اعتصام'' استعمال ھوا ھے، نمونہ کے طور پر ابن ابی شیبہ، حدیث ثقلین کو اس طرح نقل کرتے ھیں کہ پیغمبر اکرم(صلی الہ علیہ و آلہ و سلم)نے فرمایا:

''انّی ترکت فیکم ما لن تضلّوا بعدی ان اعتصمتم بہ: کتاب اللہ و عترتی''[16]

اسی وجہ سے مفسرین اور محدثین نے حدیث ثقلین کو آیہ ''اعتصام'' کے ذیل میں ذکر کیا ھے۔

حاکم حسکانی اپنی سند کے ساتھ رسول اکرم(صلی الہ علیہ و آلہ و سلم)سے نقل کرتے ھیں:

''من أحبّ أن یرکب سفینة النجاة و یتمسّک بالعروة الوثقی و یعتصم بحبل اللہ المتین فلیوال علیاً و لیا تمّ باالهداة من ولده''[17]

''جو شخص چاھے اس نجات کی کشتی پر سوار ھو، اور مضبوط رسی سے متمسک ھو اور الہ کی رسی سے تمسک کرے تو اُسے چاہئے کہ (حضرت)علی (علیہ السلام) کی ولایت کو قبول کرے اور ان کے ہدایت کرنے والے بیٹوں کی اقتدا کرے۔''

نتیجہ یہ ھوا کہ آیہ شریفہ اور اس کی تفسیر میں بیان ھونے والی روایات سے یہ معلوم ھوتا ھے کہ اھل بیت علیھم السلام امت اسلامیہ کی وحدت و اتحاد کا محور ھیں، اور ان حضرات کی امامت و ولایت کی بحث در حقیقت اس وحدت کے محور سے گفتگو ھے جس پر قرآن کریم اور روایات نے زور دیا ھے، جیسا کہ دوسری روایات بھی اس حقیقت کی تاکید کرتی ھیں۔حاکم نیشاپوری اپنی سند کے ساتھ ابن عباس سے نقل کرتے ھیںکہ رسول خدا(صلی الہ علیہ و آلہ و سلم)نے فرمایا:

''النجوم امان لاهل الارض من الغرق و اهل بیتی امان لامّتی من الاختلاف فإذا خالفت ها قبیلة من العرب اختلفوا فصا روا حزب ابلیس'' [18]

''ستارے اھل زمین کو غرق ھونے سے بچاتے ھیں اور میرے اھل بیت (علیھم السلام) میری امت کو اختلاف کا شکار ھونے سے بچاتے ھیں، پس اگر عرب کا کوئی قبیلہ ان کی مخالفت کرتا ھے، تو خود ان کے درمیان اختلاف ھوجائے گا، اور اس کا شمار حزب شیطان میں ھوگا۔''

نیز موصوف اپنی سند کے ذریعہ جناب ابوذر سے نقل کرتے ھیں کہ جناب ابوذر خانہ کعبہ کے پاس کھڑے ھوئے اور اپنے ھاتھوں سے خانہ کعبہ کے در کو پکڑکر لوگوں سے خطاب کرتے ھوئے فرمایا: اے لوگو! جو مجھ کو جانتا ھے وہ جانتا ھے اور جو نھیں جانتا وہ مجھے پہچان لے کہ میں ابوذر ھوں، میں نے رسول اکرم(صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم)کو یہ کہتے سنا ھے:

''الا ان مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینة نوح من قومه من رکبها نجا و من تخلف عنها غرق ''[19]

''آگاہ ھوجاؤ کہ تم میں میرے اھل بیت کی مثال نوح کی کشتی جیسی ھے جو اس میں سوار ھوگیا وہ نجات پاگیا اور جس نے اس سے روگردانی کی وہ غرق ھوگیا۔'' اور پھر موصوف ان دونوں حدیثوں کو صحیح شمار کرتے ھیں۔

۳۔ علمی گفتگو ، اتحاد کا راستہ ھموار کرتی ھے

اسلامی امت کے درمیان سب سے بڑا اختلاف ''امامت و رھبری'' کا مسئلہ ھے، چنانچہ شھرستانی کہتے ھیں: ''

اسلامی امت کے درمیان سب سے بڑا اختلاف ''امامت'' کا مسئلہ ھے، کیونکہ اسلام کے کسی بھی مسئلہ میں امامت کے مسئلہ کی طرح تلوار نھیں اٹھائی گئی ھے''۔[20]لہٰذا ھر مسلمان کی ذمہ داری ھے کہ مسلمانوں کے اتحاد کے لئے کوشش کرے ، لیکن اس کے یہ معنی نھیں ھیں کہ ھر طرح کے تعصب و عناد سے خالی علمی گفتگو بھی نہ کی جائے، کیونکہ اس طرح کی بحث و گفتگو مسلمانوں کے اتحاد پر اثرانداز ھوتی ھے، جب مسلمانوں کا کوئی ایک فرقہ دوسرے فرقے کے حقیقی عقائد کو سمجھ جاتا ھے اور یہ سمجھ لیتا ھے کہ اس فرقہ کے عقائد قرآن و سنت اور عقل سے مستند ھے، تو پھر ایک دوسرے میں بغض و حسد ختم ھوجاتا ھے، کینہ و دشمنی کا ایک عظیم حصہ اس وجہ سے ھوتا ھے کہ مسلمان ایک دوسرے کے عقائد سے بے خبر ھیں یا ان کو بلا دلیل مانتے ھیں، اگر شیعوں کو ''بدا'' کے عقیدہ کی وجہ سے کفر کی نسبت دی

جاتی ھے اور ''تقیہ'' کو نفاق قرار دیا جاتا ھے، تو اسکی وجہ یہ ھے کہ دوسرے اس عقیدہ اور عمل کی حقیقت سے با خبر نھیں ھیں، میں کچھ تو ھماری بھی کمی ھوتی ھے کہ ھم نے اپنے عقائد کو صحیح طور پر بیان نھیں کیا ھے، ''امامت'' کا مسئلہ بھی اس موضوع سے الگ نھیں ھے

کہ اگر اھل سنت امامت کے مسئلہ میں شیعہ اثنا عشری اعتقاد اور اس کے شرائط کو غلو کہتے ھیں تو اس کی وجہ بھی یہ ھے کہ ھم نے علمی اور صحیح طور سے امامت کے مسئلہ کو نھیں پہچنوایا، اور جب ھم نے اچھا کردار ادا کیا تو ھمیں کامیابی بھی ملی، اور مسلمانوں کے درمیان اتحاد کا سبب ھوئے ھیں، چنانچہ اس کے چند نمونے یھاں بیان کئے جاتے ھیں:

الف: حق کی طرف رغبت

۱۔ شیخ محمود شلتوت الازھر یونیورسٹی مصر کے سابق وائس چانسلر، شیعہ فقہ اور اھل بیت (علیھم السلام) کی مرجعیت کے بارے میں کافی تحقیق اور مطالعہ کے بعد ''فقہ جعفری'' کو معتبر مان لیتے ھیں اور فقہ جعفری پر عمل کرنے کا اپنا مشھور فتوی دیدیتے ھیں، چنانچہ موصوف فرماتے ھیں: ''مذھب جعفری، جو شیعہ اثنا عشری کے نام سے مشھور ھے؛ پر عمل کرنا اھل سنت کے دوسرے مذاھب پر عمل کرنے کی طرح شرعی طور پر جائز ھے، لہٰذا مسلمانوں کے لئے مناسب ھے کہ اس مذھب کو پہچانیں اور بعض فرقوں کے بے جا تعصب سے نجات حاصل کریں۔''[21]

شیخ ازھر ڈاکٹر محمد محمد فحّام بھی شیخ شلتوت کے فتویٰ پر تقریظ لکھتے ھوئے ان کے نظریہ کی تائید کرتے ھیں، چنانچہ موصوف کہتے ھیں: ''میں شیخ محمود شلتوت اور ان کے اخلاق، وسیع علم، عربی زبان، تفسیر قرآن اور فقہ و اصول میں مھارت پر رشک کرتا ھوں، موصوف نے شیعہ امامیہ کی پیروی کرنے کا فتوی دیا ھے، مجھے ذرا بھی اس بات میں شک نھیں ھے کہ ان کے فتوے کی بنیاد مضبوط ھے اور میرا عقیدہ بھی یھی ھے''[22]

اسی طرح موصوف کہتے ہیں: ’’خداوندعالم رحمت نازل کرے شیخ شلتوت پر کہ انھوں نے اس حقیقت پر توجہ کی اور دلیری کے ساتھ صاف صاف فتوی دیا اور اپنے کو جاوید بنالیا، انھوں نے شیعہ امامی مذہب کی پیروی کرنے کا فتوی دیا، کیونکہ یہ مذہب فقہی اور اسلامی مذہب ہے اور قرآن و سنت اور مضبوط دلائل پر اعتماد کرتا ہے۔۔۔۔‘‘[23]

۳۔ شیخ محمد غزالی کہتے ہیں: ’’میں اس بات کا عقیدہ رکھتا ہوں کہ استاد کبیر شیخ محمود شلتوت نے مسلمانوں کو قریب کرنے کے سلسلہ میں ایک بہت طولانی راستہ طے کیا ہے۔۔۔

ان کا عمل درحقیقت ان خیالات کی تکذیب ہے جو بعض غربی مورخین اپنے ذہنوں میں سمائے ہوئے ہیں، چنانچہ وہ اس خیال میں تے کہ مسلمانوں کے درمیان جو بغض و کینہ اور دشمنی پائی جاتی ہے اس کے پیش نظر ان کو وحدت اور ایک پرچم کے نیچے جمع ہونے سے پہلے متفرق اور ایک دوسرے سے جدا کرکے نیست و نابود کردیا جائے، لیکن میری نظر میں یہ فتوی پہلا قدم اور ابتدائی راہ ہے۔‘‘[24]

۴۔ عبد الرحمن نجار قاہرہ مساجد کمیٹی کے مدیر کہتے ہیں: ’’ہم بھی شیخ شلتوت کے فتوی کا احترام کرتے ہوئے اسی کے مطابق فتوی دیتے ہیں، اور لوگوں کو صرف چار مذہب میں منحصر ہونے سے ڈراتے ہیں، شیخ شلتوت مجتہد اور امام ہیں، ان کی رائے عین حجت ہے، پھر ہم کیوں اپنی نظر اور فتووں میں کسی خاص مذہب پر اکتفاء کریں، حالانکہ وہ سب مجتہد تے؟‘‘[25]

۵۔ استاد احمد بک، جو شیخ شلتوت اور ابوزہرہ کے استاد تے، کہتے ہیں: ’’شیعہ اثنا عشری سب مسلمان ہیں اور خدا، رسول، قرآن اور پیغمبر اکرم(صلی الہ علیہ و آلہ و سلم)پر نازل ہونے والی تمام چیزوں پر ایمان رکھتے ہیں، ان کے یہاں قدیم اور عصر حاضر میں جید فقہاء اور ہر علم و فن میں ماہر علماء پائے گئے ہیں، ان لوگوں کے افکار عمیق اور علم وسیع ہوتا ہے، ان کی تالیفات لاکھوں کی تعدا میں موجود ہے، اور بہت زیادہ کتابیں میرے علم میں ہیں۔‘‘[26]

۶۔ شیخ محمد ابو زھرہ بھی لکھتے ھیں: اس بات میں کوئی شک نھیں ھے کہ شیعہ ایک اسلامی فرقہ ھے، جو اپنے اقوال میں قرآن مجید اور پیغمبر اکرم(صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم)سے منسوب احادیث سے تمسک کرتا ھے، وہ اپنے سنی پڑوسیوں سے دوستی اور ایک دوسرے سے نفرت نھیں کرتا۔"[27]

۷۔ استاد محمود سرطاوی، (جارڈن کے ایک مفتی) کہتے ھیں: "میں وھی بات جو ھمارے سلف صالح کہتے رھے ھیں، کہتا ھوں کہ شیعہ اثنا عشری ھمارے دینی بھائی ھیں، اور ھم پر برادری کا حق رکھتے ھیں اور ھم بھی ان پر حق برادری رکھتے ھیں۔"[28]

۸۔ استاد عبد الفتاح عبد المقصود بھی کہتے ھیں: "میرے عقیدہ کے مطابق شیعہ تنھا وہ مذھب ھے جو اسلام کا تمام نما اور روشن آئینہ ھے اور جو شخص اسلام کو دیکھنا چاہتا ھے شیعہ عقائد و اعمال کو دیکھے،اس بات کا بہترین گواہ تاریخ ھے کہ شیعوں نے اسلامی عقائد کے دفاع میں بہت زیادہ خدمات انجام دی ھیں۔"[29]

۹۔ قاھرہ کالج میں ادبیات عرب کے استاد ڈاکٹر حامد حنفی داؤدکہتے ھیں: "ھم قارئین کرام کے لئے یہ بات واضح کرنا چاہتے ھیں کہ اگرچہ سفیانی منحرفین نے مان کیا ھےکہ شیعیت،صرف ایک جعلی اور نقلی مذھب ھے، یا خرافات اور اسرائیلیات سے بھرا ھوا ھے یا عبد اللہ بن سبا،یا تاریخ کی دوسری خیالی شخصیتوں سے منسوب ھے، لیکن ایسا نھیں ھے بلکہ شیعیت آج کی نئی علمی روش میں اس چیز کے برعکس ھے جو انھوں نے مان کیا ھے، شیعہ سب سے پھلا وہ مذھب ھے جس نے منقول و معقول پر خاص توجہ کی ھے، اور اسلامی مذاھب کے درمیان اس راہ کا انتخاب کیا ھے کہ جس کا افق وسیع ھے، اور اگر منقول و معقول کے جمع کرنے میں شیعوں کا امتیاز نہ ھوتا تو پھر اجتھاد میں دوبارہ روح نھیں پھونکی جاسکتی تھی، اور موقع و محل سے اپنے کو مطابق نھیں کیا جاسکتا تھا، اور وہ بھی اس طرح کہ اسلامی شریعت کی حقیقت سے بھی کوئی مخالفت نہ ھو۔"[30]اسی طرح موصوف نے کتاب عبد اللہ بن سبا پر تقریظ لکھتے ھوئے کھا: "اسلامی تاریخ کو تیرہ صدیاں گزرنے والی ھیںاور ھم ھمیشہ شیعوں کے خلاف فتوی صادر ھوتے ھوئے دیکھ رھے ھیں، ایسے فتوے جن میں

عواطف اورھوائے نفس کا رفرما تھا، اور یہ برا طریقہ اسلامی فرقوں کے درمیان اختلاف اور تفرقہ کا باعث بنا، اس طـرح اس فرقے کے بزرگ علماء کی تعلیمات سے دیگر علمائے اسلام مروم ھوگئے،

طرح ان کے نظریاتی نمونوں اور ان کے مزاج کے فوائد سے مروم رہ گئے، درحقیقت اس طرح سے علم و دانش کا سب سے زیادہ نقصان شیعوں کی طرف خرافات کی نسبت دینے سے ھوا ھے، جبکہ وہ خرافات شیعوں میں نھیں پائے جاتے اور وہ ان سے بری ھیں، اور یھی آپ حضرات کے لئے کافی ھے کہ امام جعفر صادق (متولد ۱۴۸ھ) شیعہ فقہ کے پرچم دار اور سنیوں کے دو اماموں کے استاد ھیں، ابو حنیفہ نعمان بن ثابت (متولد ۱۵۰ ھ) اور ابوعبد اللہ مالک بن انس (متولد ۱۷۹ھ) امام صادق علیہ السلام کے شاگرد ھیں، اسی وجہ سے ابوحنیفہ کھتے ھیں: ''لولا السنتان لھلک النعمان؛ اگر وہ دو سال نہ ھوتے تو نعمان (ابوحنیفہ) ھلاک ھوجاتے،

ان دوسالوں سے مراد وہ دو سال ھیں جن میں حضرت امام صادق علیہ السلام کے وسیع علم سے فیض حاصل کیا ھے، اسی طرح انس بن مالک کھتے ھیں: میں نے کسی کو امام صادق (علیہ السلام) سے زیادہ فقیہ نھیں دیکھا۔''[31]

۱۰۔ ڈاکٹر عبد الرحمن کیالی، ''حلب'' کی مشھور و معروف شخصیت، علامہ امینی علیہ الرحمہ کو ایک خط میں تحریر کرتے ھیں: ''عالم اسلام اس طرح کی تحقیقات کا ھمیشہ محتاج رہا ھے، کیونکہ رسول اعظم(صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم)کی وفات کے بعد مسلمانوں کے درمیان اختلاف ھوگیا جس کے نتیجہ میں بنی ہاشم اپنے حق سے مروم کردئے گئے؟ نیزاس بات کی ضرورت ھے کہ مسلمانوں کو پستی اور تنزلی میں لے جانے والے اسباب و اور وجوھات سے گفتگو کی جائے، آج مسلمانوں کی کیسی حالت ھوگئی ھے؟ کیا یہ ممکن ھے کہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے کھوئے ھوئے علم و دانش کو اصلی تاریخ کی طرف رجوع کرتے ھوئے اور اس پر بھروسہ کرتے ھوئےدوبارہ حاصل کیا جائے؟۔''[32]

۱۱۔ استاد ابو الوفاء غنیمی تفتازانی، الازھریونیورسٹی میں فلسفہ اسلامی کے مدرس کہتے ھیں: ‘‘دنیا میں مشرق و مغرب کے قدیم اور عصر حاضر میں ... ش کرنے والے شیعوں کے خلاف بہت سی غلط باتوں کے مرتکب ھوئے ھیں، جو کسی بھی منقولی دلیل کے ... نھیں ھے،

عوام الناس نے بھی ان غلط باتوں کو ایک ... اتھ سے دوسرے ... اتھ تک پھنچایا بغیر اس کے ان کے صحیح یا غلط ھونے کے بارے میں کسی معتبر عالم سے سوال کریں، اور ھمیشہ شیعوں پر تھمتوں کی بوچھار کی، شیعوں کی نسبت ناانصافی روا رکھنے والے اسباب و علل میں سے شیعوں کے منابع و مآخذ سے لاعلمی ھے، ان کے سلسلہ میں لگائی جانے والی تھمتوں میں صرف شیعہ دشمن مولفین کی کتابوں پر رجوع کیا گیا ھے۔’’[33]

ب۔ حق کا اقرار

صرف علمی اور تعصب وجنگ و جدال سے خالی گفتگو اور اسی طرح کی کتابوں کی تالیف نے نہ صرف یہ کہ اھل سنت کے بزرگ علماءکو اس بات کی طرف راغب کیا کہ وہ اس بات کا اعتراف کریںکہ مذھب جعفری کی پیروی کرنا جائز ھے اور شیعہ اثنا عشری کو اس عنوان سے قبول کرنا کہ اس مذھب کے اصول و فروع قرآن، حدیث اور عقل سے مستند ھیںصحیح ھےکیونکہ اس بات کا بھی باعث بنا کہ اھل سنت کے بہت سے جید علماء نے اپنا مذھب چھوڑ کر مذھب شیعہ اپنا لیا، اور اس بات کا اقرار کیا کہ ... ایک ھی ھے اور وہ مذھب شیعہ اور مذھب اھل بیت علیھم السلام کے علاوہ نھیں ھے۔ قارئین کرام! ھم یھاں پر انھیں چند حضرات کے چند نمونے آپ کے سامنے پیش کرتے ھیں:

ا۔ علامہ ... محمد ... ، امین انطاکی

موصوف از آکیہ کے علاقہ میں ‘‘عنصو’’ نامی بستی میں ۱۳۱۴ھ میں پیدا ھوئے، پھلے وہ شافعی فرقہ سے تعلق رکھتے تھے، وہ اپنے بھائی احمد کے ساتھ دینی علوم حاصل کرنے کے لئے مصر روانہ ھوئے، اور کچھ مقدمات حاصل کرنے کے بعد

الازھر کے پایہ کے علماء جیسے شیخ مصطفی مراغی، محمود ابوطہ مھنی، شیخ ر م وغیرہ کے علم سے فیضیاب ھوتے ھوئے خود بھی علم کے بلند درجہ پر فائز ھوئے، لیکن جب وہ دونوں اپنے وطن لوٹنے لگے تو الازھر کے بزرگوں نے ان کو مصر میں رھنے کی دعوت دی،

اور الازھر میں مدرس کا عہدہ دینے کے لئے کہا تاکہ وہ مختلف شاگردوں کو اپنے علم سے سیراب کریں، لیکن ان دونوں بھائیوں نے یہ بات قبول نھیں کی اور اپنے شہر لوٹ آئے، اور واپس لوٹنے کے کچھ مدت بعد مختلف کتابوں کے مطالعہ سے شیعیت کی حقانیت سے آگاہ ھوئے، اور دونوں بھائیوں نے مذھب تشیع کو اختیار کرلیا۔

شیخ محمد اپنی کتاب ”لما ذا اخترت مذھب اھل البیت(علیھم السلام)“ میں کہتے ھیں:

”یقینی طور پر خداوندعالم نے میری ہدایت فرمائی، اور میرے لئے مذھب حق سے تمسک مقرر فرمایا، یعنی مذھب اھل بیت علیھم السلام، فرزند رسول حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا مذھب۔۔۔“

موصوف مذھب اھل بیت علیھم السلام تک پھنچانے والے اسباب و علل کے بارے میں کہتے ھیں:

۱۔ میں نے اس بات کا مشاہدہ کیا کہ شیعہ مذھب پر عمل کرنا مجزی (یعنی کافی) ھے، اور یقینی طور پر مکلف کی ذمہ داری پوری ھوجاتی ھے؛ اھل سنت کے بہت سے گزشتہ اور عصر حاضر کے علماء نے اس مذھب کے صحیح ھونے کا فتوی دیا ھے۔۔۔

۲۔ مجھ پر مستحکم دلائل، یقینی برہان اور واضح حجتوں جو روز روشن کی طرح واضح ھیں، کے ذریعہ مذھب اھل بیت علیھم السلام کی حقانیت ثابت ھوگئی، اور میرے لئے یہ بھی ثابت ھوگیا کہ وہ مذھب وھی ھے جس کو شیعوں نے اھل بیت علیھم السلام سے حاصل کیا ھے، اور اھل بیت علیھم السلام نے رسول اکرم(صلی الله علیہ و آلہ و سلم) سے اور آنحضرت نے جبرئیل سے اور جبرئیل نے خداوندعالم سے حاصل کیا ھے۔۔۔

۳۔ ان کے گھر میں وحی نازل ہوئی اور گھر والے گھر کی باتوں کو دوسروں کی نسبت بہتر جانتے ہیں کہ گھر میں کیا ہے لہٰذا ایک عقلمند انسان کے لئے ضروری ہے کہ اہل بیت علیہم السلام کے ذریعہ جو دلائل ہم تک پہنچے ہیں ان کو ترک نہ کرے اور غیروں کے نظریات کے پیچھے نہ جائے۔

۴۔ قرآن کریم میں متعدد آیات نازل ہوئی ہیں جو ان حضرات کی ولایت اور دینی مرجعیت کی طرف دعوت دیتی ہیں۔

۵۔ پیغمبر اکرم(صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم)سے بہت سی روایات نقل ہوئی ہیں جو ہمیں مذہب اہل بیت علیہم السلام کی طرف دعوت دیتی ہیں، جن میں سے بہت سی روایات کو ہم نے اپنی کتاب ''الشیعة و حججھم فی التشیع '' میں بیان کیا ہے[34]

۲۔ علامہ احمد امین انطاکی

موصوف شیخ محمد امین کے بھائی ہیں جو سید شرف الدین عاملی کی کتاب ''المراجعات'' کو پڑھنے اور اس میں غور و فکر کرنے کے بعد اپنے مذہب کو چھوڑ کر مذہب شیعہ کو انتخاب کرتے ہیں،

وہ بھی اپنی کتاب''فی طریقی الی التشیع '' میں بیان کرتے ہیں: میرے شیعہ ہونے کی وجہ پیغمبر اکرم(صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم)کی وہ حدیث ہے جس پر تمام اسلامی مذاہب نے اتفاق کیا ہے، اور وہ حدیث یہ ہے کہ پیغمبر اسلام(صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم)نے فرمایا:

''اے لوگو! آگاہ ہوجاؤ کہ تم میں میرے اہل بیت کی مثال نوح کی کشتی جیسی ہے جو اس میں سوار ہوگیا وہ نجات پاگیا اور جس نے اس سے روگردانی کی وہ غرق ہوگیا۔''

میں نے دیکھا کہ اگر میں نے اھل بیت علیھم السلام کی پیروی کی اور اپنے دینی احکام کو ان حضرات سے حاصل کیا، تو میں نجات یافتہ ھوں، اور اگر میں نے ان کو ترک کردیا اور اپنے دینی احکام کو ان کے علاوہ دوسروں سے لیا تو میں گمراہ ھوں۔۔۔

نیز موصوف فرماتے ھیں:

"مذھب جعفری سے تمسک" کرکے میرا ضمیر اور دل مطمئن ھوگیا ھے، یہ مذھب در حقیقت آل بیت نبوت (علیھم السلام) کا مذھب ھے، کہ روز قیامت تک ان پر خداکا درود و سلام ھو؛ میں اپنے عقیدہ کے مطابق اھل بیت علیھم السلام کی ولایت کو قبول کرکے ابدی سعادت پاگیا ھوں، کیونکہ ان کی ولایت کو قبول کئے بغیر ابدی سعادت حاصل ممکن نھیں ھے۔۔۔"

۳۔ ڈاکٹر محمد تیجانی سماوی

موصوف تیونس میں پیدا ھوئے، بچپن کی زندگی گزار نے کے بعد عربی ممالک کے سفر کئے، اور مختلف علمی شخصیتوں سے فیضیاب ھوں، مصر میں الازھر یونیورسٹی کے علما و دانشوروں نے ان سے درخواست کی کہ وہ وھیں رہ جائیں

اور الازھر کے طلباء کو اپنے علم سے فیضیاب کریں، لیکن موصوف نے قبول نھیں کیا، اور عراق کے سفر میں مختلف شیعہ علماء سے بحث و گفتگو کرنے کے بعد شیعہ مذھب انتخاب کرلیا، اور اس وقت دنیا میں مذھب تشیع کی تبلیغ کرنے والوں میں شمار ھوتے ھیں، موصوف نے مذھب اھل بیت علیھم السلام کے دفاع میں بہت سی کتابیں بھی لکھیں ھیں۔

موصوف "ثم اھتدیت"[35] کے ایک حصہ میں فرماتے ھیں: "شیعہ ثابت قدم رھے، صبر کیا اور انھوں نے حق سے تمسک کیا ھے۔۔۔ میں ھر عالم سے درخواست کرتا ھوں کہ شیعہ علماء کی صحبت میں بیٹھے اور ان سے بحث و گفتگو کرے، میں یقین سے یہ بات کہتا ھوں کہ ان سے بحث کے نتیجہ میں مذھب اھل بیت علیھم السلام کو اپنائے بغیر ان کو ترک

نھیں کرسکتا۔۔ جی ہاں، میں نے اپنے گزشتہ مذھب کے بدلہ اس مذھب کو انتخاب کرلیا ھے، خدا کا شکر ھے کہ اس نے مجھے اس مذھب کی ہدایت فرمائی، واقعاً اگر اس کی ہدایت اور توجہ نہ ھوتی تو مجھے کبھی بھی اس مذھب کی ہدایت نہ ھوتی[36] تمام مدح و ثنا اس خدا کے لئے ھیں جس نے مجھے "فرقہ ناجیہ" (یعنی نجات پانے والے فرقہ) کی رھنمائی فرمائی؛ جس فرقہ کی طرف مجھے مدتوں زحمت کرنے کے بعد رھنمائی ملی ہے مجھے اس بات میں ذرا بھی شک نھیں ھے کہ جو شخص حضرت علی اور اھل بیت علیھم لاسلام کی ولایت کو قبول کرے تو اس نے مضبوط رسی کو پکڑ لیا ھے جو کبھی ٹوٹنے والی نھیں ھے، اس سلسلہ میں پیغمبر اکرم(صلی الہ علیہ و آلہ و سلم)کی ایسی بہت سی احادیث نقل ھوئی ھیں جن پر مسلمانوں کا اجماع ھے،

اور عقل بھی طالب حق کے لئے بہترین رھنما ھے۔۔ جی ہاں، خدا کا شکر ھے کہ میں نے بہترین مذھب پالیا ھے،

اور اعتقاد میں حضرت امیر المومنین و سید الوصیین امام علی بن ابی طالب علیہ السلام اور رسول اکرم(صلی الہ علیہ و آلہ و سلم)کی اقتدا کی ھے، اورمیں جوانان جنت کے سردار اور اس امت کے دو گلدستہ حضرت امام حسن مجتبیٰ اور امام حسین علیھما السلام، نیز پارہ تن مصطفی، خلاصہ نبوت، مادر ائمہ اور معدن رسالت سیدۃ نساء العالمین حضرت فاطمہ زھرا سلام الہ علیھا کہ خدا جن کے غضب سے غضبناک ھوتا ھے، پر عقیدہ رکھتا ھوں۔

میں نے امام مالک کی جگہ تمام ائمہ کے استاد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی نسل سے ائمہ معصومین علیھم السلام کا انتخاب کیا ھے۔۔۔

موصوف حدیث "انا مدینۃ العلم" کا ذکر کرنے کے بعد کہتے ھیں: "اپنے دین و دنیا میں حضرت علی علیہ السلام کی تقلید ھم کیوں نھیں کرتے؟ اگرآپ اس بات کا عقیدہ رکھتے ھیں کہ علی(ع) پیغمبر کے علم کا دروازہ ھیں، تو پھر کیوں باب علم پیغمبر کو جان بوجھ کر چھوڑ دیا گیا ھے، اور ابوحنیفہ، امام مالک، شافعی، احمد بن حنبل اور ابن تیمیہ کی تقلید کرنے

لگے!! یہ لوگ علم و عمل اور فضل و شرف میں حضرت علی علیہ السلام کے درجہ تک نھیں پھنچ سکتے. اس کے بعد موصوف اھل سنت کو خطاب کرتے ھوئے کہتے ھیں:

''اے میرے دوستو اور قبیلہ والو! میں تم کو حق کے بارے میں بحث و گفتگو کرنے اور تعصب و ہٹ دھرمی کو چھوڑنے کی دعوت دیتا ھوں، ھم بنی امیہ اور بنی عباس اور سیاہ تاریخ کی رقم بانی بن گئے ھیں، ھم فکری جمود پر رقم بان ھوچکے ھیں جو کو ھمارے بزر وں نے ھمارے لئے میراث میں چھوڑا ھے۔''

موصوف نے شیعہ مذھب کے دفاع میں درج ذیل کتابیں بھی لکھیں ھیں:

ثم اهتدت، لاكون مع الصادقين، فاسألوا اهل الذكر، الشيعة هم أهل السنّة، إتقوا الله

۴۔ معاصر مولف، صائب عبد الحمید

موصوف عراق کی عظیم شخصیت ھیں جنھوں نے ایران کے سفر میں بہت زیادہ تحقیقات کرنے اور خداوند عالم کے فضل و کرم سے اھل سنت مذھب کو چھوڑ کر شیعہ مذھب کو اختیار کرلیا، چنانچہ وہ اپنی کتاب کے ایک حصہ میں لکھتے ھیں: ''میں اقرار کرتا ھوں کہ میرا نفس میرا دشمن تھا اور مجھے زمین بوس کردینا چاہتا تھا، لیکن خداوندعالم کے لطف و کرم اور اس کی عنایت نے میری مدد کی، میں اطمینان کے ساتھ ھوش میں آیا اس حال میں کہ میں نے اپنے کو کشتی نجات کے بیچ پایا، میں نے صاف و شفاف پانی پینا شروع کردیااور اب آپ حضرات سے گلشن کے اس بھاری سایہ کے سلسلہ میں گفتگو کررہا ھوں۔

اس خبر کو سن کر میرے احباء اور دوستوں نے مجھے ترک کردیا اور مجھ پر ظلم کیا، ان میں سب سے بڑا عالم مجھ سے کہتا ھے: کیا تمھیں معلوم ھے کہ تم نے کیا کام کیا ھے؟ میں نے کھا: ھاں مجھے معلوم ھے کہ میں نے مذھب امام جعفر صادق علیہ السلام ابن محمد باقر، ابن زین العابدین، ابن سید جوانان بہشت ، ابن سید وصیین و سیدہ زنان عالمین و ابن سید

المرسۤین سے تمسک کیا ھے۔ اس نے کھا: کیوں تم نے اس طرح ھم کو چھوڑ دیا ھے؟ تم جانتے ھو کہ لوگ ھمارے بارے میں کیا کیا باتیں کر رھے ھیں؟ میں نے کھا: میں وھی کہتا ھوں جو رسول اکرم(صلی الہ علیہ و آلہ و سلم)نے فرمایا ھے، اس نے کھا: تم کیا کہتے ھو؟ میں نے کھا: میں رسول اکرم(صلی الہ علیہ و آلہ و سلم)کے فرمان کی بات کرتا ھوں کہ آنحضرت(صلی الہ علیہ و آلہ و سلم)نے فرمایا: ''میں تمھارے درمیان وہ چیزچھوڑے جار ا ھوں کہ اگر تم نے اس سے تمسک کیا تو میرے بعد کبھی مراہ نھیں ھوگے، ایک کتاب خدا، دوسرے میری عترت، جو میرے اھل بیت ھیں''،

اسی طرح آنحضرت(صلی الہ علیہ و آلہ و سلم)کا وہ فرمان جو آپ نے اپنے اھل بیت علیھم السلام کے بارے میں فرمایا کہ ''میرے اھل بیت (علیھم السلام) نجات کی کشتی ھیں جو اس میں سوار ھوگیا وہ نجات پاگیا۔''[37]

صائب عبد الحمید نے اھل بیت علیھم السلام اور شیعہ مذھب کے دفاع میں بہت سی کتابیں لکھی ھیں جن میں چند درج ذیل ھیں: منھج فی الانتماء المذھبی، ابن تیمیہ، حیاتہ، عقائدہ و تاریخ الاسلام الثقافی و السیاسی ۔

۵ استاد صالح الوردانی

موصوفؒ بھی انھیں حضرات میں سے ھیں جنھوں نے بہت سی کتابوں کے مطالعہ کے بعد مذھب شیعہ کی حقانیت کو سمجھ لیا ھے، انھوں نےؒ بھی سنی مذھب کو چھوڑ کر شیعہ مذھب کو اختیار کیا ھے، موصوف ان لوگوں میں سے ھیں جو کسی خوف و خطر کی پروا کئے بغیر شیعیت اپنانے کا اعلان کرتے ھیں اور مصر کے لوگوں کوؒ بھی اس مذھب کی دعوت دیتے ھیں۔موصوف اپنی کتاب ''الخدعة، رحلتی من السنة الی الشیعة'' میں رقمطراز ھیں:

''جب میں سنی تھا تو میں نے لوگوں کو عقل پسندی کی دعوت دی، اور عقل کا نعرہ بلند کیا، لیکن میں اپنی قوم کے درمیان جگہ نہ پا سکا، اور ھر طرف سے اپنے خلاف تھمتیں اور الزامات سننے کو ملے۔۔۔ میں یہ بات اچھی طرح سے جانتا تھا کہ عقل سے کام نہ لینا یعنی گزشتہ لوگوں کی روش پر چلنا ھے، جس کے نتیجہ میں انسان بغیر شخصیت کے رہتا ھے

جو اس کے لئے حقیقت کو روشن کرے۔۔۔میں کبھی بھی کوئی بات بغیر تحقیق اور غور و فکر کے نہیں کہتا۔۔۔ عقل پسندی ہی شیعہ مذہب اور اہل بیت علیہم السلام کے راستہ کو اختیار کرنے میں سب سے بنیادی سبب ہے۔۔۔"[38]

٦ استاد معتصم سید احمد سوڈانی

موصوف نے بھی تاریخ و حدیث کی کتابوں کے کافی مطالعہ کے بعد مذہب اہل بیت علیہم السلام کی حقانیت کا علم حاصل کرلیا، اور اپنے مذہب کو ترک کرکے مذہب شیعہ کو انتخاب کرلیا، موصوف اپنی کتاب کو "بنور فاطمة اہتدیت" سے موسوم کرنے کے سلسلہ میں کہتے ہیں:

"ہر انسان اپنے اندر ایک ایسا نور محسوس کرتا ہے جو اس کو حق و حقیقت کی طرف رہنمائی کرتا ہے، لیکن ہوائے نفسانی اور ظن و گمان کی پیروی اس نور پر پردہ ڈال دیتی ہے، لہٰذا انسان کو ہر وقت یاد دہانی اور بیداری کی ضرورت ہے، حضرت فاطمہ زہرا (سلام الہ علیہا) اس نور کی اصل ہے، میں نے اس نور کو ہمیشہ اپنے وجود میں محسوس کیا ہے۔۔۔"[39]نیز موصوف "عدالت صحابہ" کے نظریہ کے سلسلہ میں کہتے ہیں:

"عدالت صحابہ کا نظریہ "وہ نظریہ ہے جس کو اہل سنت نے اہل بیت علیہم السلام کی عصمت کے مقابلہ میں ہوا دی ہے، ان دونوں کے درمیان کتنا فرق ہے، اہل بیت علیہم السلام کی عصمت ایک قرآنی حقیقت ہے، اور پیغمبر اکرم(صلی الہ علیہ و آلہ و سلم)نے بھی اس پر تاکید فرمائی ہے، اور حقیقت میں بھی ظاہر ہوئی ہے۔ لیکن عدالت صحابہ کا نظریہ، قرآن مجید کے مخالف ہے، جیسا کہ خود پیغمبر اسلام(صلی الہ علیہ و آلہ و سلم)نے بھی اس کے برخلاف وضاحت فرمائی ہے، بلکہ خود صحابہ حضرات نے پیغمبر اکرم(صلی الہ علیہ و آلہ و سلم)کے زمانہ میں اور آپ کے بعد ایجاد کی ہوئی بدعتوں کا اقرار کیا ہے۔"[40]

نیز موصوف ایک اور موقع پر کہتے ہیں:

''میں اپنے اندر ایک ایسی چیز محسوس کرتا ہوں جس کی توصیف نہیں کرسکتا، لیکن اس کے بارے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اہل بیت علیہم السلام کی ولایت کو قبول کرنے کے بعد خداوندعالم سے قربت میں ہر روز اضافہ ہوتا جارہا ہے، جتنی بھی ان حضرات کی احادیث میں غور و فکر کرتا ہوں دین کے سلسلہ میں میری معرفت اور یقین میں اتنا ہی اضافہ ہوتا جاتا ہے، میرا ماننا تو یہ ہے کہ اگر مذہب شیعہ نہ ہوتا تو اسلام کا نام و نشان نہ ملتا اور میں جب بھی اہل بیت علیہم السلام کی تعلیمات سے خود ہم آہنگ اور ان پر عمل کرنا چاہتا ہوں تو ایمان کی لذت اور یقین کی لطافت کو اپنے اندر محسوس کرتا ہوں، اور جب اہل بیت علیہم السلام سے ماثور دعاؤں کو پڑھتا ہوں جو کسی بھی مذہب میں نہیں پائی جاتیں، تو اپنے پروردگار سے مناجات کی شیرینی چکھتا ہوں۔۔۔''[41]

۷۔ مشہور و معروف مصری وکیل، دمرداش عقالی

موصوف مصر کی مشہور و معروف شخصیت ہیں اور مدتوں سے وکالت کرتے ہیں، وہ جب ایک شرعی مسئلہ میں تحقیق کے وقت تمام نظریات کا موازنہ کرتے ہیں تو شیعہ اثنا عشری کی فقہ اور استنباط کو دوسرے مذاہب سے مستحکم پاتے ہیں، اسی بنا پر ان کے دل میں شیعہ مذہب کی طرف رغبت کی بجلی چمک اٹھتی ہے، اور یہاں تک کہ ایک عجیب و غریب واقعہ کی بنا پر ان کی زندگی بالکل بدل جاتی ہے، اور وہ شیعہ مذہب کو اپنانے کا افتخار حاصل کرلیتے ہیں،

اور وہ عجیب و غریب واقعہ یہ ہے کہ جب ایرانی حاج تقریباً ۲۰ کارٹون اعتقادی کتابوں کے ساتھ سعودی عرب جاتے ہیں، تو سعودی حکومت ان ساری کتابوں کو ضبط کرلیتی ہے، ایران کے سفیر نے ملک فیصل تک اس موضوع کو پہنچایا، اس نے بھی سعودی وزیر داخلہ کو حقیقت حال کی چھان بین کا حکم دیا، اسی بنا پر وزیر داخلہ نے حکم دیا کہ تمام کتابوں کی تحقیق کی جائے، اگر ان میں کوئی مشکل نہیں ہے تو ان کو ان کے مالکوں کو لوٹا دیا جائے۔ اس زمانہ میں ''دمرداش عقالی'' سر زمین حجاز میں تھے، چنانچہ ان سے ان کتابوں کی چھان بین کی درخواست کی گئی، تاکہ قانونی حوالہ سے ان کتابوں

ے کر بارے میں اپنا نظریہ پیش کریں، اس نے ان کتابوں کے مطالعہ کے بعد شیعہ مذھب کی حقانیت کا اندازہ لگالیا، اور اسی وقت سے اھل بیت علیہم السلام کی راہ پر قدم بڑھادیا۔۔۔۔“[42]

۸۔ علامہ ڈاکٹر محمد حسن سحاتہ

موصوفؒ بھی الازھر یونیورسٹی کے سابق مدرس ھیں، کافی تحقیق اور مطالعہ کے بعد شیعہ اثنا عشری مذھب کی حقانیت کو سمجھ لیا، چنانچہ وہ اپنے ایران کے سفر اھواز میں تقریر کرتے ھوئے کہتے ھیں:

”امام حسین علیہ السلام کا عشق ایک بات کا سبب بنا کہ میں نے اپنے تمام عہدہ و مقام کو ترک کردیا۔“

اس کے علاوہ اپنے ایک اور بیان میں کہتے ھیں:

”اگر مجھ سے سوال کیا جائے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو مشرق یا مغرب میں تلاش کیا جاسکتا ھے؟ تو میں جواب میں کھوں گا کہ امام حسین علیہ السلام کو میرے دل میں دیکھا جاسکتا ھے، خداوندعالم نے مجھے حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کا شرف عنایت کیا ھے۔“

موصوف اپنی گفتگو کو جاری رکھتے ھوئے کہتے ھیں:

”میں ۵۰ سال سے حضرت امام علی علیہ السلام کا شیفتہ ھوں، اور برسوں سے حضرت امام علی علیہ السلام کی ولایت کے طواف سے اپنے اطراف میں نور کا ھالہ دیکھتا ھوں۔“[43]

۹۔ فلسطینی عالم ”محمد عبد العال“

موصوفؒ بھی مدتوں کی تحقیق اور چھان بین کے بعد شیعہ مذھب کی حقانیت تک پھنچ گئے، اور اھل بیت علیہم السلام کی اقتدا کرلی، موصوف اپنے ایک انٹرویو میں کہتے ھیں:

''۔۔۔میں نے جن کتابوں کو پڑھا هے ان میں سب سے اهم ''المراجعات'' تھی، جس سے میرے ایمان میں اضافه نهیں هوا صرف میری علومات میں اضافه هوا، لیکن جس چیز نے مجھے اهل بیت علیهم السلام کی ولایت کی طرف رهنمائی کی وه یه هے که میں ایک روز فٹ پاتھ پر چهل قدمی کررها تھا جب اپنے ایک رشته دار کی دکان کے سامنے پهنچا تو کچھ دیر کے لئے ان کی دکان میں بیٹھ گیا، دکان چھوٹی تھی، کچھ دیر بعد انهوں نے اپنے پوتوں میں سے ایک کو بلایا اور کها: تم میری جگه بیٹھ جاؤ تاکه میں نماز عصر ادا کرنے کے لئے جاؤں، جیسے هی میں نے یه سنا تو فکر میں ڈوب گیا، که کس طرح ایک شخص اپنی چھوٹی سی دکان کو اتنی دیر کے لئے تنها نهیں چھوڑتا که وه نماز پڑھ لے، اور اپنی جگه کسی کو معین کرتا هے تاکه اس کے سامان کی حفاظت کرے، تو پھر یه کیسے ممکن هے که پیغمبر اسلام(صلی اله علیه و آله و سلم)نے اپنی امت کو بغیر کسی امام اور جانشین کے چھوڑ دیا هو!! خدا کی قسم ایسا هرگز نهیں هوسکتا۔۔۔

جب ان سے سوال کیا گیا که کیا تم اجنبی ملک لبنان میں غربت اور خوف و وحشت کا احساس نهیں کرتے هو؟ تو انهوں نے جواب دیا:

''حالانکه تنهائی اور غربت کے آثار سنگین هوتے هیں لیکن مجھ پر ان کا ذرا بھی اثر نهیں هے، اور هرگز خوف و تنهائی کا احساس نهیں کرتا، کیونکه میرے دل میں حضرت امیر المومنین علیه السلام کا کلام محفوظ هے، که آپ نے فرمایا:

''لا تستوحشوا من الحق لقلة اهله''

'' کبھی بھی راه حق میں افراد کی کمی کی وجه سے خوف و وحشت نه کرو۔''[44]

نیز موصوف کهتے هیں:

تقریر۔

''لوگ خود بخود مذہب اھل بیت علیھم السلام کو قبول کریں گے، کیونکہ دین فطری ھے، لیکن کیا کریں کہ یہ دین حکومتوں کے کے قبضہ میں ھے۔''اسی طرح جب موصوف سے سوال ھو کہ کیا ولایت (اھل بیت علیھم السلام) کے لئے کسی دلیل کی ضرورت ھے؟ تو انھوں نے فرمایا:

''ھم اس بات پر عقیدہ رکھتے ھیں کہ اھل بیت علیھم السلام کی ولایت کے علاوہ ھر چیز کے لئے کسی دلیل کی ضرورت ھے، کہ خود دلیل ان حضرات کی محتاج ھے۔۔۔۔''[45]

موصوف ایک اور مقام پر فرماتے ھیں:

''جو شخص خانہ کعبہ کا طواف کرے، عالم ھو یا جاھل، اختیاری ھو یا جبری یا ان دو چیزوں کے درمیان کی حالت ھو، در حقیقت وہ ولایت کا طواف کرتا ھے، کیونکہ خانہ کعبہ مظھر ھے اور اس میں پیدا ھونے والا جوھر، لہٰذا جو مظھر کا طواف کرتا ھے در حقیقت جوھر کا طواف کرتا ھے۔''[46]

۱۰۔ فلسطینی مجاہد و رھبر محمد سجادہ

موصوف نے اسرائیلی قید کی زندگی میں لبنانی شیعوں سے قید خانہ میں بحث و گفتگو اور مناظرہ کرکے شیعہ مذھب کے صحیح ھونے کا اندازہ لگا لیا اور مذھب اھل بیت علیھم السلام کو قبول کرکے فلسطینیوں کو اھل بیت علیھم السلام کے مذھب کی طرف دعوت دینے میں مشغول ھوگئے، ھم یھاں سے ان سے لئے گئے انٹرویو کے بعض حصوں کو نقل کرتے ھیں، چنانچہ موصوف کہتے ھیں:

''فلسطین کو محمد اور علی(ع) کی طرف پلٹنا ھے''، ''میں دنیا کے آزادی خواہ لوگوں کو آزای خواہ افراد کے امام و پیشوا حضرت امام حسین علیہ السلام کی اقتدا اور پیروی کی دعودت دیتا ھوں۔''

نیز موصوف کہتے ھیں:

''میں پیغمبر اکرم(صلی الہ علیہ و آلہ و سلم)کے اھل بیت علیھم السلام کی مظلومیت کے سلسلہ میں بہت زیادہ ھمدردی رکھتا ھوں اور احساس کرتا ھوں کہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام واقعاً مظلوم تھے، اور جب بھی فلسطین میں ظلم و ستم اور ناجائز قبضہ میں اضافہ ھوتا ھے، تو میرے دل میں امام علی علیہ السلام کی مظلومیت کا احساس بڑھ جاتا ھے۔''

''میں چونکہ مذھب شیعہ کے بارے میں معلومات نھیں رکھتا تھا اسی کی وجہ سے اپنے اسی سنی مذھب پر باقی رھا، اور امیروار ھوں کہ میں یہ کھنے والا آخری شخص بنوں: ''ثم اھتدیت'' (یعنی پھر میں ہدایت پاگیا)، میرا شیعہ ھونا ان سیاسی مسائل سے کوئی تعلق نھیں رکھتا، جو آج کل ھمارے سامنے موجود ھیں، میں بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح جنوب لبنان میں کامیابی اور سرفرازی کو اپنے وجود میں محسوس کرتا ھوں، اس افتخار میں سر فھرست ''حزب الہ'' لبنان ھے، لیکن اس کے معنی یہ نھیں ھیں کہ میرے شیعہ ھونے میں سیاسی مسائل بنیادی سبب تھے، بلکہ اھل بیت علیھم السلام کے عقیدہ کو قبول کرنا میرے باطن کے قبول کرنے کا نتیجہ ھے، اور کسی دوسری چیز سے متاثر نھیں ھوں، اھل بیت علیھم السلام کا راستہ حق ھے اسی کو میں نے اختیار کیا ھے''، ''میرا شیعہ ھونا عقیدتی لحاظ سے ھے نہ کہ سیاسی لحاظ سے''، ''میں بہت جلد ھی فلسطین میں شیعہ مذھب پھیلانے کی کوشش کروں گا، اور اس سلسلہ میں خداوندعالم سے دعا کرتا ھوں کہ اس کام میں میری مدد کرے۔''

''امام زمانہ قائم آل محمد علیھم السلام کی ذات گرامی ھمارے لئے باعث خیر و برکت ھے اسی کی وجہ سے فلسطین میں تحریک آئی ھے، اور ھمارے درمیان ایک مخصوص جوش و خروش پیدا کردیا ھے کہ نصرت اور کامیابی کو اپنے آنکھوں کے سامنے مجسم دیکھ رھے ھیں، اور امام کے ظھور کا زمانہ نزدیک دیکھ رھے ھیں، انشاء الہ، میں امام علیہ السلام سے باطنی طور

پر ارابطہ رکھتا ھوں اور ان سے آہستہ آہستہ باتیں کرتا ھوں، میں ان سے چاہتا ھوں کہ اس حساس موقع پر ھم پر مخصوص توجہ فرمائیں۔"

"دنیا بھر کے آزادی خواہ لوگ مخصوصاً مسلمانوں کو ان کے اختلافات کے باوجود نصیحت کرتا ھوں کہ ظلم و ستم کے خلاف حضرت امام حسین علیہ السلام کے قیام اور آپ کی تحریک کو اپنے لئے سر مشق قرار دیں ، اور شیطان بزرگ امریکہ نیز اسرائیل جو اسلامی ممالک کے درمیان ایک سرطانی غدہ ھے کے ظلم کے خلاف کبھی بھی خاموشی اختیار نہ کریں۔"

فلسطین میں ھونے والی کانفرسوں اور دیگر منعقد ھونے والے جن جلسات میں مجھے تقریر کے لئے دعوت دی جاتی ھے ہزاروں لوگوں کے سامنے اپنی تقریر کے تمام حصوں میں سیرت اھل بیت علیھم السلام کو محور قرار دیتا ھوں، اور میری یہ تقریریں اھل بیت علیھم السلام کے سلسلہ میں فلسطینی عاشرہ میں کافی اثر انداز ھوتی ھیں، میں اس طریقہ کار کو جاری رکھوں گا یہاں تک کہ لوگ اس کی قدر پہچان لیں، اور ان حضرات کی اقتداء کرتے ھوئے خداوندعالم کے اذن و مشیت سے کامیابی سے ھمکنار ھوجائیں۔۔۔۔"

"خداوندعالم کی اجازت سے اپنے مومن بھائیوں کے ساتھ میں مذھب اھل بیت علیھم السلام کو بہت جلد ھی فلسطین میں نشر کروں گا یہاں تک کہ حضرت امام مہدی آل محمد (عجل الہ تعالی فرجہ) ظھور فرمائیں۔"

• وقت الازھر یونیورسٹی مصر کی علماء کمیٹی کے ممبر نے تشیع کے نشر اور اس کے دفاع کرنے کی وجہ سے ان پر اعتراض کیا تو اس کے جواب میں موصوف نے کھا: "میں صرف (یھی) کہتا ھوں: خداوندا! میری قوم کی ہدایت فرما، وہ نھیں جانتی۔۔۔"، اس کے بعد کہتے ھیں: "میں اس بات کے جواب میں جو اس زبان پر جاری کی وہ یہ کہ مذھب شیعہ کی نسبت میری جھالت اس بات کی باعث ھوئی کہ میں مذھب شیعہ اختیار کرلوں، صرف ایک نکتہ پر تاکید کرتا ھوں کہ در حقیقت یہ شیعیت کی نسبت لاعلمی اور جھالت تھی جس نے مجھے اس وقت تک اھل سنت کے مذھب پر باقی رکھا، لیکن اب میں حق و حقانیت کا اعتراف کرتا ھوں۔"[47]

۱۱۔ فلسطینی حکیم اسعد وحید قاسم

موصوف نےؒ بھی شیعہ مذہب کے سلسلہ میں بہت العہ کے بعد شیعیت کو انتخاب کرلیا، اور مختلف طریقوں سے شیعہ مذہب کی حقانیت کو لو وں پر واضح کرنا شروع کردیا اوراس سلسلہ میں بہت۔زیادہ کوششؒ بھی کی، موصوف اپنے ایک انٹرویو میں کہتے ھیں: ''میرے عقیدہ کے ا شیعہ مذہب ھی اسلام ھے، اور اسلام ھی شیعہ مذہب ھے''،[48]موصوف نےؒ بھی مذہب اھل بیت علیھم السلام کے دفاع میں بہت سی کتابیں لکھی ھیں جن میں سے ''ازمةالخلافة و الامامة و آثارھا المعاصرة'' کی طرف اشارہ کیا جاسکتا ھے۔

قارئین کرام! مذہب شیعہ کی حقانیتاس ۔ بات کا سبب بنی کہ اھل سنت کےؒ بہت سے ماننے والے یا دوسرے۔ادیان و مذاھب کے ماننے والے اس مذہب کے دلدادہ ھے،گۓاور ۔ پاک فطرت انسان اور حقیقت کے تلاش کرنے والوں نے شیعیت کی حقانیت کو دیکھ اس ترس مذہب کو اپنا لیا۔

یہ تے اس مختصر سی کتاب میں بیان ھونے والے چند نمونے تے۔

۴۔ دینی رجع کا انتخ کرنا

مسئلہ امامت کے دوَ پھلو ھیں: ایک تارتی اور دوسرا دینی ، فرض کریں کہ اس مسئلے کر تارتی پھلو کا زمانہ گزر گیا ھے تو پھرؒ بھی دینیؒ پھلو کے اثر ات۔ابتک ۔ باقی ھیں اور روز قیامتتک ۔ باقی رھیں گے، اگر امامت و ولایت کے سلسلہ میں ث کریں تو اس کا ایک اھم حصہ یہ ھے کہ ھمارا دینی مرجع کون ھیں؟ دین کن لو وں سے حاصل کریں؟

پیغمبر کی حقیقی سنت کے نزدیک ھے؟ کیا ھم دین اور اسلام کے عارف و تعلیمات کو ابو ا سن اشعری، ابن تیمیہ جیسے لو وں سے حاصل کریں اور فروع دینُ یعنی شرعی مسائل کو چاروں مذہب کے کسی ایک امام سے لے لیں، جیسا کہ اھل سنت اور و ابی لوگ کہتے ھیں، یا ھم عصوم حضرات کی پیروی کریں کہ جو اھل بیت علیھم السلام کے علاوہ کوئی

نھیں ھے؟ چیز پر آیات و روایات بہت زور دیتی ھیں اور شیعہ اثنا عشری اس پر تاکید کرتے ھیں وہ یہ ھے کہ صاحب رسالت حضرت پیغمبر اسلام(صلی الله علیہ و آلہ و سلم)کو ایک طویل زمانہ گزر گیا ھے اور مسلمانوں کے مذاھب میں اختلاف نظر پایا جاتا ھے، ایسے موقع پر ھر مسلمان پر واجب ھے کہ سنت نبوی اور دینی تعلیمات تک پھنچنے کے لئے ایسے راستے کو اپنائے پر وہ خود مطمئن ھو لہٰذا حضرت علی علیہ السلام کو مقام خلافت و ولایت پر منصوب ماننا نہ صرف یہ کہ پیغمبر اکرم(صلی الله علیہ و آلہ و سلم)کی وفات کے بعد اسلامی رھبری و حاکمیت اور سیاسی امور کی مشکل کو دور کردیتا ھے بلکہ امام علیہ السلام کو دینی مشکلات دور کرنے اور عوام کے شرعی مسائل حل کرنے کا بھی مرجع قرار دیتا ھے، وہ مشکلات جو پیغمبر اکرم(صلی الله علیہ و آلہ و سلم)کی وفات کے بعد پیدا ھوئیں بلکہ ان میں شدت پیدا ھورھی ھے ، اسی وجہ سے حضرت علی علیہ السلام نے اس اھم مسئلہ پر تاکید فرمائی، اور اھل بیت پیغمبر (صلی الله علیہ و آلہ و سلم)کی توصیف کرتے ھوئے لوگوں سے خطاب کیا:

۱۔ ”فأین تذھبون؟ و أنی توٴفکون و الأعلام قائمة و الآیات واضحة و المنار منصوبة فأین یتاہ بکم و کیف تعمھون و بینکم عترة نبیکم؟ وھم أزمّة الحقّ و أعلام الدّین و ألسنة الصّدق“ [49]

”اے لوگو! کھاں جارھے ھو؟ کیوں حق سے منحرف ھورھے ھو؟ حق کے پرچم قائم ھیں، اور اس کی نشانیاں واضح ھیں، حالانکہ چراغ ہدایت، راستہ کو منور کئے ھوئے ھے، لیکن تم گمراھوں کی طرح کدھر جارھے ھو؟

کیوں تم سرگرداں اور پریشان ھو؟ جبکہ تمھارے پیغمبر(صلی الله علیہ و آلہ و سلم)کی عترت (اور آپ کے اھل بیت علیھم السلام) تمھارے درمیان موجود ھیں، وہ حق کے زمامدار ، دین کے پیشوا اور سچائی کی زبانیں ھیں۔“

۲۔ ”انظروا أھل بیت نبیکم فالزموا سمتھم و اتّبعوا أثرھم فلن یخرجوکم من ھدی و لن یعیدوکم فی ردی فإن لبدوا فالبدوا و إن نھضوا فانھضوا و لا تسبقوھم فتضلّوا و لا تتأخّروا عنھم فتھلکوا“ [50]

"اے لوگو! اپنے نبی کے اہل بیت کی طرف نظر کرو، اور وہ جس طرف قدم بڑھائیں تم بھی ان کے نقش قدم پر چلو، وہ تم کو ہدایت کے راستے سے باہر اور پستی و ہلاکت میں نہیں لے جائیں گے، اگر وہ (کسی مسئلہ میں) خاموش رہیں تو تم بھی خاموش رہو، اور اگر وہ قیام کریں تو تم بھی قیام کرو، ان سے آگے آگے نہ چلو کہ گمراہ ہوجاؤ گے، اور ان سے پیچھے بھی نہ رہ جاؤ کہ نیست و نابود ہوجاؤ گے۔"

۳۔ "نحن الشّعار و الأصحاب و الخزنة و الأبواب و لا توٴتی البیوت إلّا من أبوابها فمن أتاها من غیر أبوابها سمّی سرقاً"۔[51]

"اے لوگو! ہم اہل بیت پیغمبر ! ان کے جسم کے لباس کی طرح، ان کے حقیقی ناصر و مددگار، خزانہ دار علوم و معارف وحی، اور ان معارف میں داخل ہونے کے دروازے ہیں، کیونکہ دروازہ کے علاوہ مکان میں داخل نہیں ہوا جاسکتا، اور جو شخص گھر میں دروازہ سے داخل نہ ہو وہ چور کہلاتا ہے۔"

۴۔ "أین الذین زعموا أنّهم الرّاسخون فی العلم دوننا کذباً و بغیاً علینا أن رفعنا الله و وضعهم و أعطانا و حرمهم و أدخلنا و أخرجهم بنا یستعطی الهدی و یستجلی العمی" [52]

"کہاں ہیں وہ لوگ جو اپنے کو "راسخون فی العلم" مان کرتے ہیں نہ کہ ہم کو؟ کہ انھوں نے یہ دعویٰ ظلم و ستم اور جھوٹ کی بنیاد پر ہماری ضد میں کیا ہے، خداوندعالم نے ہم اہل بیت پیغمبر کو بلند کیا اوران کو پست، ہمیں عطا کیا اور انھیں محروم رکھا اپنی نعمتوں کے حرم میں داخل کیااور ان کو باہر کیا ہے کہ ہماری رہنمائی کے ذریعہ راہ ہدایت کو طے کرتے ہیں اور کور دلوں کی روشنی کو ہم سے تلاش کرتے ہیں۔"

۵۔ "إنّما مثلی بینکم کمثل السّراج فی الظّلمة یستضیء به من ولجها " [53]

"بے شک میں تمھارے درمیان تاریکی میں چمکتے ہوئے چراغ کی طرح ہوں لہٰذا جو بھی اس نور کی طرف آئے گا تو اس نور سے فیضیاب ہو گا۔"

۶۔" هم عيش العلم و موت الجهل يخبركم حلمهم عن علمهم و ظاهرهم عن باطنهم و صمتهم عن حكم منطقهم لا يخالفون الحقّ و لا يختلفون فيه ''[54]

''وہ اهل بیت پیغمبر علم کی حیات اور جهالت کی موت کا رازهیں، ان کا حلم ان کے علم کا، ان کا ظاهر ان کے باطن کا اور ان کی خاموشی ان کی منطق کی خبر دیتا هے، نہ تو دین خدا کی مخالفت کرتے هیں اور نہ هی اس میں اختلاف کرتے هیں۔''

۵۔ انسانی زندگی پر غدیر کا اثر

هر دین کا ایک امتیاز یہ هوتا هے اگر انسان کے لئے بلند مقصد رکھتا هے اور اس تک پهنچنے کے لئے ایک راستہ معین کرتا هے تو اس کے لئے ایک نمونہ اور آئیڈل بهی معین کرتا هے تاکہ اس کی عملی سیرت کو مد نظر رکھتے هوئے اور اس کی پیروی کرتے هوئے انسان بہتر طور پر منزل مقصود تک پهنچ جائے، کیونکہ ماهر نفسیات علماء اور ڈاکٹروں کے بقول بہترین نمونہ کے ذریعہ حق و حقیقت کی طرف بہتر طور پر انسان کی رهنمائی کی جاسکتی هے۔

خداوندعالم نے پیغمبر اسلام(صلی الہ علیہ و آلہ و سلم)کو مسلمانوں کے لئے بہترین نمونہ قرار دیتے هوئے فرمایا:
<لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ > [55]

''مسلمانو! بے شک تمهارے لئے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ عمل هے۔''

معلوم هونا چاهئے کہ پیغمبر اکرم(صلی الہ علیہ و آلہ و سلم)کی وفات کے بعد ایسے مواقع پیش آئے جو آنحضرت(صلی الہ علیہ و آلہ و سلم)کی زندگی میں کبهی بهی پیش نهیں آئے، تاکہ آنحضرت(صلی الہ علیہ و آلہ و سلم)کو ان موقع و محل پر نمونہ قرار دیا جاسکتا، جن میں سے امام حسین علیہ السلام کے زمانہ میں پیش آنے والا واقعہ هے، کہ اسلام کے نام پر لیکن اسلام کا مخالف یزید اسلامی ممالک کا حاکم بن گیا، اس موقع پر قیامت تک کے لئے انسانی معاشرہ کے لئے بہترین

نمونہ پیش کرنے والے حضرت امام حسین علیہ السلام ھیں، جو شیعی عاشرہ اور پیروان اھل بیت (علیھم السلام) کے واسطے نمونہ عمل ھیں، جبکہ اھل سنت کے پاس ایسا کوئی نمونہ عمل نھیں ھے۔

پیغمبر اکرم(صلی الہ علیہ و آلہ و سلم)کی وفات کے بعد امامت و خلافت کی بحث اگرچہ ایک حلقے میں تاریخی بحث ھے، لیکن یھی در اسلام کی تاریخ ھے جو انسان کی قسمت سنوارتی ھے، آنحضرت(صلی الہ علیہ و آلہ و سلم)کی وفات کے بعد امامت کی بحث در حقیقت اس موضوع کی بحث ھے کہ امام میں امامت کرنے کی صلاحیت اورقابلیت ھونا چاہئے اور امام کو خداوندعالم کی طرف سے منسوب ھونا چاہئے، یہ بحث کرنا کہ پیغمبر اکرم(صلی الہ علیہ و آلہ و سلم)کے بعد امام کون تھا؟ در حقیقت اس بات سے بحث ھے کہ اسلامی عاشرہ بلکہ تمام بشریت کے لئے قیامت تک کون نمونہ قرار پائے؟

کیا علی علیہ السلام کی طرح کوئی نمونہ قرار پائیگا جس میں تمام بہترین صفات جمع ھیں اور جو شجاعت، عدالت، سخاوت، عبادت، زہد و تقوی، انکساری اوردیگر صفات میں بے نظیر ھو، یا بعض وہ لوگ جو جنگ و شجاعت میں کوئی قدم نہ رکھتے تھے؟ امت اسلامیہ در اسلام کے بزرگوں میں ایسے کامل اور جامع نمونوں کی محتاج ھے، جو روز قیامت تک ان کے لئے باعث تحریک ھو، اور لوگ ان کے حالات، فضائل اور کمالات پڑھنے کے بعد ان کو نمونہ قرار دیں اور حق و حقیقت سے نزدیک ھوں۔

کیا ایسا نھیں ھے کہ ''مھاتما گاندھی'' ھندوستان میں انگریزوں کے خلاف اعلان جنگ میں نمونہ اور آئیڈیل قرار پائے؟ کیا بچوں کی کتابوں میں ''فدا کار دیھاتی'' کوایثار و فداکاری کا نمونہ بیان نھیں کیا جاتا، تاکہ بچے شروع سے ھی اپنے ذھنوں میں اس نوجوان کی تصویر کشی کے ذریعہ ایثار و فداکاربن کر نکلیں۔ تو پھر امت اسلامیہ کیوں سوئی ھوئی ھے، جبکہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں نے ان کے شھروں اور ملکوں پر قبضہ کرلیا، ان پر غلبہ حاصل کئے ھوئے ھے اور وہ ان کے دین اور مال و دولت کو غارت کررھے ھیں؟ کیا خداوندعالم قرآن مجید میں ارشاد نھیں فرماتا ھے

<وَلَنْ يَجْعَلَ اللهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا >[56]

''اور خداوندعالم، غفار کے لئے صاحبانَ ایمان کے خلاف کوئی راہ نھیں دے سکتا۔''

کیا پیغمبر اسلام(صلی الہ علیہ و آلہ و سلم)نے نھیں فرمایا ھے:

''الإسلام يعلو و لا يعلى عليه '' [57]

''اسلام ، ھر دین پر برتری رکھتا ھے اور کوئیَ بھی دین اس پر برتری نھیں رکھتا۔''

تو پھر مسلمان کیوں استعمار کی غلامی میں حتی دوسرے اسلامی ملوں کے خلاف ایک دوسرے پر سبقت لے رھے ھ‍ـیں؟ کیوں ایک اسلامی ملک استعمار کی اچھی خدمت کی خاطر ایک اسلامی ملک پر قبضہ کرنے کے انعام میں قبضہ کرنے وال‍ـوں ک‍ـو انتخار کا تمغہ دے؟ ھم کیوں سوئے ھوئے ھیں؟ کیوں غافل ھیں؟ کیوں ''ۃاجیکستان'' کی قوم دو لاکھ شھ‍ـیر دینے اور ب‍ـ۔ لاکھ بے ھر ھونے کے بعدَ بھی کامیاب نھیں ھوسکی؟ لیکن ایرانی قوم نے ایک سال میں بہت ‍ـم شھ‍ـیر دے ک‍ـر ۲۵۰۰ سالہ طاغوتی حومت کا تختہ پلٹ۔دیا، اس کا راز صرف حضرت علی علیہ السلام اور امام حسین علی‍ـہ الس‍ـلام جیسے نم‍ـونے اور آئیڈیل رکھنا ھے، کونسا ملک ھے

جو اپنی کامیابی کی ابتدائی زمانہ سے استعمار اور اسکتبار کی طرف سے تھونپی گئی جنگ میں آٹھ سال تک ل‍ـڑنے کیلے ب‍ـ‍ـر سرفراز رھے؟ کیا یہ امام حسین علیہ السلام اور اھل بیت علیھم السلام کو نمونہ عمل قرار دینے کے ع‍ـلاوہ کس‍ـی اور چی‍ـز کا نتیجہ ھے،

اور کیا حضرت ابو الفضل العباس کو نمونہ عمل قرار دینے کے علاوہ کوئی اور چیز ھے؟ یہ میرا دعویٰ نھ‍ـیں ھے ک‍ـہ میں ایک شیعہ ھوں،بلکہ یہ دعویٰ بہت سے اسلامی ملوں کی سیاسی اور انقلابی شخصیتوں نے کیا ھے، جو اپنی ام‍ـت کی بے حسی سے رنجیدہ ھیں، فلسطین کے واقعہ کو افسوس کے ساتھ ھم نے دیکھا ھے اور دیکھ رھے ھیں کہ بعض اسلامی ملوں نے ذراَ بھی ردّ عمل ظاھر نھیں کیا یھاں تک کہ ایک اھرہ کی حد تکَ بھی نھیں جو خود ان کے نفع میں تھا،

کیونکہ اسرائیل تمام اسلامی ملکوں پر نظریں جمائے ہوئے ہے، لیکن گویا فلسطینی قوم کے لئے ایسا لگتا ہے کہ کوئی حادثہ ہی پیش نہیں آیا، جو خود ان کی طرح انسان اور ان کے ہی دین سے ہیں، اور وہ اس پرندہ کی طرح ہیں جو اپنے آشیانہ میں سر چھپائے بیٹھا ہے اور شکاری کو نہیں دیکھ رہا ہے، اور کہتا ہے کہ دشمن نہیں ہے، عیش و عشرت میں مشغول ہیں، لیکن غفلت کی وجہ سے اچانک دشمن ان کے سر پر مسلط ہوجاتا ہے اور سب کا شکار کرلیتا اور نیست و نابود کردیتا ہے، لیکن شیعہ اثنا عشری مسلمان شہنشاہی حکومت پر کامیابی کے باوجود تمام اسلامی اقوام کی فکر میں ہیں،

فلسطین، افغانستان، چچن اور عراق سے لے کر بوسنی اور دوسرے علاقوں تک تمام مسلمان اقوام کو ہر ممکن طریقہ سے مدد پہنچانے کی کوشش میں ہیں، اگرچہ اس راہ میں بہت بھاری قیمت ادا کرچکا ہے۔ یہ سب کچھ نہیں ہے، مگر اس وجہ سے کہ شیعہ اثنا عشری اپنے لئے کچھ نمونے اور آئیڈیل رکھتے ہیں، جنھوں نے تاریخ کے آخر تک کے لئے یادگار درس چھوڑے ہیں، شیعہ امام علی علیہ السلام جیسا آئیڈیل رکھتے ہیں کہ جن کا اعتقاد ہے کہ اگر انسان ایک یہودی کے پیر سے پازیب چھن جانے پر اپنی جان دیدے تو اس کے لئے مناسب ہے،

شیعہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرح آئیڈیل رکھتے ہیں جو فرماتے ہیں: ”نہ کسی پر ظلم کرو، اور نہ کسی کا ظلم برداشت کرو“، اور جو فرماتے ہیں: "هيهات منا الذلة" ؛ (ہم سے ذلت دور ہے،) اور جو فرماتے ہیں: ”سرخ موت (یعنی شہادت) ذلت کی موت سے بہتر ہے“، وہ اس بات پر عقیدہ رکھتے ہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے کبھی جان بھی دی جاسکتی ہے۔

اس زمانہ میں امامت کی تلاش در حقیقت نمونوں اور آئیڈیل کی تلاش ہے، امامت کی تلاش در حقیقت ہر میدان میں نمونہ عمل کی تلاش ہے: عبادت کا پہلو ہو یا گھریلو زندگی، ذاتی ذمہ داریوں کی بات ہو یا معاشرتی امور کا مسئلہ، خلاصہ یہ کہ ائمہ کے پاس ہر میدان میں نمونے موجود ہیں، اور یہی نمونے ہیں جو انسان کی آئندہ زندگی کی تصویر کشی کرتے ہیں، اور زندگی کے صفحات کو کھولتے ہیں،

جو بچہ بچپن ھی سے ھیہات منا الذلۃ کی پٹی سرپر باندھ کر اور امام حسین علیہ السلام کی مجلس میں شرکت کرتا ھے، اور امام حسین علیہ السلام کو اپنے لئے نمونہ قرار دیتا ھے، تو یہ بچہ بڑا ھوکر کبھی بھی ذلت و رسوائی کو قبول نھیں کرے گا، جیسا کہ اس کے مولا و آقا حضرت امام حسین علیہ السلام نے کیا ھے، انسان نمونہ کو اپنا نصب العین قرار دیتا ھے، تاکہ اس کی اقتدا کرتے ھوئے اس کے نزدیک ھوجائے، اس کی نزدیکی سے خداوندعالم کی قربت ھوتی ھے،لہٰذا کتنا اچھا ھو کہ اپنے لئے بہترین نمونہ کا انتخاب کیا جائے، وہ جنھوں نے اپنی پوری زندگی میں کوئی بھی گناہ نہ کیا ھو، اور کبھی کسی خطا اور غلطی کے مرتکب نہ ھوئے ھوں، یہ حقیقی امام کی ذات ھوتی ھے جو حق کو باطل سے، نیک کو بد سے اور فائدہ کو نقصان دہ سے الگ کردیتی ھے، اگر میں حسین بن علی علیھما السلام کا پیرو ھوں تو پھر فاسق و فاجر حاکم کی بیعت کے لئے ہاتھ نھیں بڑھاؤں گا، لیکن اگر عبد اللہ بن عمر جیسے شخص کی پیروی کروں تو پھر تاریخ کے مشھور و معروف خونخوار حجاج بن یوسف ثقفی کے ہاتھوں بیعت کروں گا،

جیسا کہ احمد بن حنبل نے عبد اللہ بن عمر کو نمونہ قرار دیتے ھوئے متوکل کی بیعت کی، یہ امامت ھی تو ھے جو عیاروں اور نعروں کو معین کرتی ھے،لہٰذا ''امامت''، اور ''غدیر'' کی بحث صرف ایک تاریخی اور بے فائدہ بحث نھیں ھے، بلکہ ایک تازہ بحث ھے، ایک زندہ بحث ھے جس سے اسلامی معاشرہ بلکہ عالم بشریت کی حیات وابستہ ھے، امامت اس چیز کا نام ھے

جو انسان کی روح اور اس کی حقیقت سے ارابطہ رکھتی ھے، امامت انسان کے راستہ کو واضح کرتی ھے، امامت انسان کی دنیا و آخرت سے ارابطہ رکھتی ھے، امامت اس حقیقت کو کہتے ھیں جو انسان کی زندگی میں قدم قدم پر موثر واقع ھوتی ھے

٦۔ دلیل و برھان کے ساتھ مذھب کا انتخاب

کیا ھم میں سے ھر شخص نے اپنے مذھب کو دلیل و برھان اور تحقیق کے ساتھ انتخاب کیا ھے، یا ھم کو یہ مذھب میراث میں ملا ھے؟ کیونکہ ھمارے ماں باپ اس مذھب پر عقیدہ رکھتے تھے لہٰذا ھم بھی اسی مذھب پر ھیں؟ کیا امامت ان اعتقادی اصول میں سے نھیں ھے جن پر ھمارے پاس دلیل ھونا چاہئے؟ کن وجوھات کی بنا پر میں نے اس مذھب کو قبول کیا ھے؟ کیا وہ اسباب قرآنی، حدیثی یا عقلی ھیں یا وہ اسباب نسل پرستی اور قومی تعصب ھے جس کی کوئی اصل و بنیاد نھیں ھوتی؟ کس دلیل کی وجہ سے دوسرے مذاھب ھمارے مذھب سے افضل نھیں ھیں؟ کیا کل میں اپنے ان اعتقاد کا ذمہ دار نھیں ھوں؟ یہ ایسے سوالات ھیں جو ھر انسان کے ذھن میں پیدا ھوسکتے ھیں، اور ان کے وجہ بات بھی اسی کو دینا ھیں، ان کا جواب امامت کی بحث کے علاوہ کچھ نھیں ھوسکتا، کیونکہ تمام ھی مذاھب کا محور ''مسئلہ امامت'' ھے۔

اندھی تقلید

تقلید اگرچہ بعض مقامات پر صحیح اور قابل تعریف ھے، جیسے شرعی مسائل میں جاھل کا کسی عالم کی تقلید کرنا، لیکن یھی تقلید بعض دوسرے مواقع پر صحیح نھیں ھے، جس کی شریعت اور عقل نے مذمت کی ھے، مثلاً جاھل کا کسی دوسرے جاھل کی تقلید کرنا، یا کسی عالم کا کسی دوسرے عالم کی تقلید کرنا جب کہ وہ خود اس کے برخلاف نتیجہ پر پھنچ چکا ھو، لہٰذا قرآن کریم میں ارشاد ھوتا ھے:

<وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنزَلَ اللهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيه آبَائَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لاَيَعْلَمُونَ شَيئًا وَلاَيَهْتَدُونَ>[58]

''اور جب ان سے کھا جاتا ھے کہ خدا کے نازل کئے احکام اور اس کے رسول کی طرف آو، تو کہتے ھیں کہ ھمارے لئے وھی کافی ھے جس پر ھم نے اپنے آباء واجداد کو پایا ھے، چاھے ان کے آباء واجداد نہ کچھ سمجھتے ھوں اور نہ کسی طرح کی ہدایت رکھتے ھوں۔''

نیز قرآن کریم میں ایک دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

<وَكَذَلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِى قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيرٍ إِلاَّ قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا وَجَدْنَا آبَائَنَا عَلَى أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَى آثَارِهِمْ مُقْتَدُونَ> [59]

''اور اسی طرح ہم نے آپ سے پہلے کی بستی میں کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس بستی کے خوشحال لوگوں نے یہ کہہ دیا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا ہے اور ہم انھیں کے نقش قدم کی پیروی کرنے والے ہیں۔''

نیز ارشاد ہوتا ہے:

< يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوههِمْ فِى النَّارِ يقُولُونَ ياَلَيتَنا أَطَعْنَا اللهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُول(عليه الرحمه)وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَائَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلاَ رَبَّنَا آتهِمْ ضِعْفَينِ مِنْ الْعَذَابِ وَالْعَنهمْ لَعْنًا كَبِيرًا> [60]

''جس دن ان کے چہرے جہنم کی طرف موڑ دیئے جائیں گے اور یہ کہیں گے کہ اے کاش ہم نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی ہوتی۔ اور کہیں گے کہ ہم نے اپنے سرداروں اور بزرگوں کی اطاعت کی تو انھوں نے راستہ سے بہکادیا۔ پروردگار ! اب ان پر دہرا عذاب نازل کراور ان پر بہت بڑی لعنت کر۔''

پیغمبر اسلام(صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم)نے فرمایا:

''ایسی امت نہ بنو جو یہ کہے کہ اگر لوگوں نے نیک کام کئے تو ہم بھی کریں گے، اور اگر لوگوں نے ظلم کیا تو ہم بھی ظلم کریں گے، لہٰذا تم اپنے آپ کو تیار کرلو کہ اگر لوگوں نے نیک کام کئے تو تم بھی ایسے ہی نیک کام کرو، اور اگر انھوں نے برے کام کئے تو تم برے کام نہ انجام دو۔''[61]

۷۔ فرقہ ناجیہ کونسا فرقہ ہے؟

حضرت رسول اکرم(صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم)نے فرمایا:

"افترقت الى يهود على إحدى و سبعين فرقة، فواحدة فى الجنة، و سبعون فى النار و افترقت النصارى على ثنتين و سبعين فرقة، فإحدى و سبعون فى النار، و واحدةفى الجنة و الذى نفس محمد بيده لتفترقنّ اُمّتى على ثلاث و سبعين فرقة، واحدة فى الجنة و ثنتان و سبعون فى النار" [62]

"یهودی ۷۱ فرقوں میں بٹ گئے، جن میں سے صرف ایک فرقہ نجات پانے والا ہے اور ۷۰ فرقے جهنم میں جائیں گے، اسی طرح نصاریٰ بهی ۷۲ فرقوں میں تقسیم هوگئے، جن میں سے ۷۱ فرقے جهنم میں اور ایک فرقہ جنت میں جائے گا، قسم اس پروردگار کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے، میری امت بهی ۷۳ فرقوں میں تقسیم هوجائے گی، جن میں سے ایک فرقہ جنت میں جائے گا اور ۷۲ فرقے جهنم میں جائیں گے۔"

قارئین کرام! هم اس بات کو جانتے هیں کہ سب سے بڑا اختلاف امامت کے مسئلہ میں ہے، اور اسی مسئلہ کی وجہ سے اسلامی معاشرہ میں مختلف فرقے بن گئے، لہٰذا فرقہ نجات پانے کے لئے اسلامی معاشرہ کی امامت و رهبری کے سلسلہ میں بحث کرنا ضروری ہے ۔

پیغمبر اکرم(صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم)کے جانشین و معین کرنے کی ضرورت

اهل سنت کا ایک گروہ اس بات پر عقیدہ رکهتا ہے کہ پیغمبر اکرم(صلی الہ علیہ و آلہ و سلم)نے اپنے بعد کے لئے کسی کو خلیفہ نهیں بنایا اور خلافت کے مسئلہ کو عوام پر چهوڑ دیا۔ دوسرا گروہ کهتا ہے: پیغمبر اکرم(صلی الہ علیہ و آلہ و سلم)نے اپنے بعد کے لئے حضرت ابوبکر کو اپنا جانشین معین فرمایا، لیکن شیعہ اثنا عشری یہ عقیدہ رکهتے هیں کہ پیغمبر اکرم(صلی الہ علیہ و آلہ و سلم)نے اپنے بعد کے لئے خلیفہ اور جانشین معین کیا ہے، هم اس بحث میں اسی مسئلہ کی تحقیق اور چهان بین کریں گے، اور آنحضرت(صلی الہ علیہ و آلہ و سلم)کے بعد جانشین کی ضرورت کو ثابت کریں گے:

پیغمبر، امت کے مستقبل سے آگاہ هوتا ہے

اس سلسلہ میں سب سے پھلا سوال یہ ھوتا ھے کہ پیغمبر اکرم(صلی الہ علیہ و آلہ و سلم)اپنی وفات کے بعد خلافت کے بارے میں ھونے والے اختلاف اور حوادث سے مطلع تھے یا نھیں؟

----

[1] باز خوانی اندیشہ تقریب، اسکندری، ص۳۲۔

[2] سورہ آل عمران، آیت ۱۰۳۔

[3] سورہ آل عمران، آیت ۱۰۵۔

[4] سورہ برات، آیت ۱۰۔

[5] سورہ انعام، آیت

[7] سورہ انفال، آیت ۴۶۔

[8] سورہ انبیاء، آیت ۹۲

[9] سورہ ھود ، آیت ۱۷۔

[10] سورہ اعلی، آیت ۱۹۔

[11] سورہ بقرہ، آیت ۱۲۴۔

[12] سورہ آل عمران، آیت ۱۰۳۔

[13] بحار الانوار، ج۴۴، ص۳۲۹۔

[14] صواعق المحرقہ، ص ۹۰۔

[15] جامع البیان، ج۴، ص۲۱۔

[16] المصنّف، ابن ابی شیبہ۔

[17] شواہد التنزیل، ج۱، ص۱۶۸۔

[18] مستدرک حاکم، ج۳، ص۱۴۹۔

[19] مستدرک حاکم، ج۳، ص۱۵۱۔

[20] الملل و النحل، ج۱، ص۲۴۔

[21] اسلامنا، رافعی، ص۵۹، مجلہ رسالۃ الاسلام، تاریخ ۱۳ ربیع الاول ۱۳۷۸ ہجری، قاھرہ۔

[22] فی سبیل الوحدۃ الاسلامیۃ، ص۶۴۔

[23] فی سبیل الوحدۃ الاسلامیۃ، ص۶۴۔

[24] دفاع عن العقیدۃ والشریعۃ، ص۲۵۷۔

[25] فی سبیل الوحدۃ الاسلامیۃ، ص۶۶۔

[26] تاریخ التشریع الاسلامی۔

[27] تاریخ المذاھب الاسلامیۃ، ص۳۹۔

[28] مجلہ رسالۃ الثقلین، نمبر۲، سال اول ۱۴۱۳ ہجری، ص۲۵۲۔

[29] فی سبیل الوحدۃ الاسلامیۃ۔

[30] نظرات فی الکتب الخالدۃ، ص۳۳۔

[31] عبد اللہ بن سبا، ج۱، ص۱۳۔

[32] الغدیر، ج۴، ص۴ ۔ ۵۔

[33] مع رجال الفکر فی القاھرۃ، ص۴۰۔

[34] لماذا اخترت مذھب اھل بیت علیھم السلام! ص۱۶ تا ۱۷۔

[35] اس کا ترجمہ ””پھر میں ہدایت پاگیا““ نام سے چھپ چکا ھے، اور مختلف ایڈیشن ختم ھوچکے ھیں، واقعاً حق و حقیقت کو تلاش کرنے کے لئے یہ کتاب تحفہ ھے۔ (مترجم)

[36] ثم اھتدیت، ص۲۰۴۔

[37] منہج فی الانتماء المذھبی، ص۳۱۱۔

[38] صالح الوردانی، اخدعة، العقل المسلم بین اغلال السلف و او ام اخلف۔

[39] المتّحولون، ج۱، ص۱۲۳۔

[40] المتّحولون، ج۳، ص۱۲۶۔

[41] المتّحولون، ج۳، ص۱۲۷۔

[42] المتّحولون، ج۳، ص۸۶ ـ ۸۷، بہ نقل از صالح الوردانی۔

[43] ’’جمھوری اسلامی‘‘ اخبار، شمارہ ۶۷۷۱سے نقل، اھواز میں موصوف کی

[44] المتّحولون، ج۳، ص۱۱۳۔

[45] المتّحولون، ج۳، ص۱۱۷۔

[46] المتّحولون، ج۳، ص۱۱۷۔

[47] المتحولون، ج۱، ص۷۰۹۔

[48] المتحولون، ج۱، ص۴۶۲۔

[49] نہج البلاغہ، عبدہ، ج۲، ص۱۹۔

[50] نہج البلاغہ، عبدہ، ج۲، ص۱۹۔

[51] نہج البلاغہ، عبدہ، ج۱، ص۲۷۸۔

[52] نہج البلاغہ، عبدہ، ج۲، ص۵۵۔

[53] نہج البلاغہ، عبدہ، ج۵، ص۳۶۲۔

[54] نہج البلاغہ، صبحی صالح، خطبہ۱۴۷۔

[55] سورہ احزاب، آیت ۲۱ ۔

[56] سورہ نساء، آیت ۱۴۱۔

[57] بحار الانوار، ج۳۹، ص۴۴، کنز العمال، ج۱، ص۱۲۶، ح۲۴۶۔

[58] سورہ مائدہ، آیت ۱۰۴۔

[59] سورہ زخرف، آیت ۲۳۔

[60] سورہ احزاب، آیت ٦٦۔ ٦٨۔

[61] الترغیب و الترھیب، ج۳، ص۳۴۱۔

[62] سنن ابن ماجہ، ج۲، ص۱۳۲۲، ح۳۹۹۲، سنن ترمذی، ج۴، ص۱۳۴، ح۲۷۷۸

فہرست

مقدمہ 1

۱۔ وحدت کی حقیقت........................ 2

۲۔ بر حق امام کے محور پر وحدت کا امکان 6

۳۔ علمی گفتگو ، اتحاد کا راستہ ھموار کرتی ھے........................ 11

الف: حق کی طرف رغبت........................ 12

ب۔ حق کا اترار 16

۱۔ لامہ ۔ محمد رن، امین انطاکی 16

۲۔ لامہ ۔ احمد امین انطاکی 18

۳۔ ڈاکٹر محمدتیجانی سماوی........................ 19

۴۔ معاصر مولف، صائب عبد الحمید 21

۵۔اس ہاد صالح الوردانی........................ 22

۶۔اس ہاد معتصم سید احمد سوڈانی........................ 23

۷۔ مسھور و معروف مصری وکیل، د رداش عقالی........................ 24

۸۔ لامہ ڈاکٹر محمد حسن سحانۃ 25

۹۔ فلسطینی عالم ۔ محمد عبد العال........................ 25

تقریر۔ 27

۱۰۔ فلسطینی مجاہد و رہبر محمد سجّادہ 27

۱۱۔ فلسطینی حکیم اسعد وحید قاسم 30

۴۔ دینی مرجع کا انتخاب کرنا 30

۵۔ انسانی زندگی پر غدیر کا اثر 33

۶۔ دلیل و برھان کے ساتھ مذھب کا انتخاب 38

اندھی تقلید 38

۷۔ فرقہ ناجیہ کونسا فرقہ ہے؟ 39

پیغمبر اکرم(صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم)کے جانسین و معین کرنے کی ضرورت..... 40

فہرست 45